وہ یاقوت جو خالص عقد رابطہ کا ذریعہ ہے

۱۳۰۹ھ

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

رسالہ

الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ ۱۳۰۹ھ

(وہ یاقوت جو خالص عقد رابطہ کا ذریعہ ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۱۸۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص صورتِ شیخ کو واسطہ وصولِ فیض جان کر وقتِ ذکر یا مراقبہ کے اس کا تصور کرتا ہے، چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ نے اشغالِ نقشبندیہ کے بیان میں اپنی کتاب قول الجمیل میں فرمایا ہے:

واذا غاب الشیخ عنہ یتخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبۃ والتعظیم فتفید صورتہ ماتفید صحبتہ[1]

جب کسی کا شیخ غائب ہو تو محبت اور تعظیم کے ساتھ اس کی صورت کو اپنی آنکھوں کے سامنے خیال کرے تو اس کی صورت وہی فائدہ دے گی جو اس کی مجلس دیتی ہے۔ (ت)

اس طور پر کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے مرشد کے لطائف میں فیض نازل ہو کر مرید کے لطائف

---

[1] القول الجمیل مع شفاء العلیل الفصل السادس ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۱ و ۸۲

پروارد ہوتا ہے، اور یہ بھی جب تک کہ اُس کو مناسبت کاملہ ذاتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ سے نہ ہو اور جب مناسبتِ کاملہ پیدا ہو جائے پھر ضروری نہ جانے اور مرشد کو فقط واسطہ اور وسیلہ فیض کا جانتا ہے نہ عالم الغیب جانے نہ حاضر و ناظر اور معبود و مسجود مقرر کرے بلکہ ان امور کا غیر خدا کے واسطے ثابت کرنا شرک سمجھے جائز ہے یا نہ؟ اگر جائز ہے تو اس کی سند قرآن ہے یا حدیث یا قولِ مجتہد یا اجماع؟ اگر نہیں جائز تو ادلّہ اربعہ سے اس کے لئے کون سی دلیل ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدٰنا لربط القلوب باعظم برزخ بین الامکان والوجوب والصلٰوۃ والسلام علٰی اجمل مطلوب اجل وسیلۃ لاصلاح الخطوب صلٰوۃ تمحو رین العیوب وتمثل فی الفواد صورۃ المحبوب منشھدا بالتوحید لعلام الغیوب وبالرسالۃ الکبرٰی لشفیع الذنوب صلی اللہ تعالٰی علیہ و علٰی اٰلہ وصحبہ وسائط الکرم قال الفقیر عبد المصطفٰی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی لمّ اللہ تعالٰی شعثہ و تحت اللواء الغوثی بعثہ۔

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے جس نے دلوں کے ربط کے لئے امکان اور وجوب کے درمیان برزخ اعظم کی رہنمائی عطا فرمائی اور صلٰوۃ و سلام خوبصورت مطلوب اور خطرات کی اصلاح کے لئے جلیل وسیلہ پر، ایسی صلٰوۃ جو عیوب کو مٹادے اور دلوں میں محبوب کی صورت کو قائم کردے علام الغیوب کی توحید اور شفیع المذنبین کی رسالت کبرٰی کی شہادت دیتے ہوئے، صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وصحبہ پر جو بر گزیدہ واسطے ہیں، فقیر عبد المصطفٰی احمد رضا محمدی سُنّی حنفی قادری برکاتی بریلوی کہتا ہے اللہ تعالٰی اسکو پراگندگی سے محفوظ فرمائے اور حضور غوث اعظم کے جھنڈے تلے اٹھائے۔ (ت)

تصورِ شیخ بروجہ رابطہ جسے برزخ بھی کہتے ہیں جس طرح حضرات صوفیۂ صافیہ قدسنا اللہ تعالٰی باسرارھم الوافیہ میں خلفا عن سلف معمول و ماثور اور ان کی تصانیف منیفہ و مکتوبات شریفہ و ملفوظات لطیفہ میں بتواتر مذکور و مسطور و غیر مستور کہ شیخ شیخ حاشا بلکہ عین شیخ (کہ شیخ حضورًا وغیبۃً صرف مرآت ملاحظہ ہے اور کار حقیقۃً کار روح جو بعد صفائی کدورات حیوانیہ وانجلائے ظلمات نفسانیہ صورت واحدۂ شہادت و ہیاکل متکثرۂ مثالیہ میں دفعۃً ہزار جگہ کام کرسکتی ہے جیسا کہ بارہا مشاہد

ومرئی اور حضرات اولیا سے بکثرت مروی اور عالمِ رؤیا میں بے شرطِ ولایت جاری، جسے افعالِ عجیبہ و
تصرفاتِ غریبہ روحِ انسانی پر اطلاع حاصل، وہ جانتا ہے کہ یہ تو اس کے بحارِ زاخرہ وامواجِ قاہرہ
سے ایک قطرۂ قلیلہ ہے اور خود بعد تمرّن واعتیاد وتکامل مناسبت اُس صورتِ متخیلہ کا بے اعانت تخییل
حرکت وکلام اور مشکلاتِ راہ میں قیام واہتمام اور دقائق وحقائق کا شفاہاً حل نام کما تشھد بہ شھود
الشھود والتجربة (جیسا کہ مشاہدہ اور تجربہ گواہ ہے۔ ت) دلیل جلی وسلیل ہے کہ یہ فقط پیکرِ مخزون
کا علی عکس المعتاد خزانۂ خیال سے حسِ مشترک کی طرف عود قہقری نہیں بلکہ وہی مرکبِ مثال میں شہسوارِ روح
کی جولانیاں ہیں اگرچہ خود فاعل کو شعور یعنی شعور بالشعور نہ ہو،

کما ھو المشھود لعموم الناس فی غیبة الرؤیا۔ جیسا کہ عوام الناس کو خواب کے بارے میں معلوم ہے۔ (ت)

ورنہ صدورِ افعالِ اختیاریہ کو شعور سے انفکاک نہیں،

اتقن ھذا فانہ مھم نافع ولاکثر الشبہات حاسم قالع۔ اس کو خوب یاد رکھو کیونکہ یہ اہم نافع ہے اور بہت سے شبہات کو ختم کرتا ہے (ت)

صرف واسطۂ وصول ونا ودانِ فیض و باعثِ جمعیتِ خاطر و زوالِ تفرقہ پائے شرعاً جائز جس کے منع
پر شرع سے اصلاً دلیل نہیں، نہ کہ معاذ اللہ شرک وکفر کہنا جیسا کہ زبان زدِ سفہائے منکرین ہے،
والناس اعداء لما جھلوا (لوگ جس سے ناواقف ہوں اس کے مخالف ہوتے ہیں۔ ت) ؎

منعم کنی زعشق وے اے زاہدِ زماں ... معذور دارمت کہ تو او را ندیدۂ

(اے زمانہ کے زاہد! تو مجھے عشق سے منع کرتا ہے مجھے معذور رکھ کیونکہ تُو نے اسے دیکھا نہیں۔ ت)

ورحم اللہ القائل (اس قائل پر اللہ رحم فرمائے۔ ت) ؎

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ... چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

(بہتر فرقوں سے جنگ میں ان سب کو معذور جان جب وہ حقیقت سے آگاہ نہیں تو اس راہ پر نہ چلیں گے۔ ت)

یا ھذا! بقاعدہ اصول وتصادق وتطابق معقول ومنقول بیّنہ ذمہ مدعی ہے اور قائلِ جواز متمسک باصل
جسے ہرگز کسی دلیل کی حاجت نہیں، بعض حضرات جہلاً یا تجاہلاً مانع فقہی وبحثی میں فرق نہ کرکے دھوکا کھاتے
یا مغالطہ دیتے ہیں کہ تم قائلِ جواز اور ہم مانع ومنکر، تو دلیل تم پر چاہیے، حالانکہ یہ سخت ذہول وغفلت یا

کید و خدیعت ہے نہ جانا یا جانا اور نہ ماناکہ قول جواز کا حاصل کتنا صرف اسی قدر کہ لم ینہ عنہ یالسم یؤمربہ ولم ینہ عنہ (یہ ممنوع نہیں یا نہ مامور ہے نہ ممنوع ۔ ت) تو مجوز نافی امر ونہی ہے اور نافی پر شرعاً وعقلاً بینہ نہیں، جو حرام وممنوع کہے وہ نہی شرعی کا مدعی ہے ثبوت دینا اس کے ذمے ہے کہ شرع نے کہاں منع کیا ہے۔

علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی رسالۃ الصلح بین الاخوان میں فرماتے ہیں :

ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالٰی باثبات الحرمۃ والکراھۃ الذین لابد لھما من دلیل بل فی الاباحۃ التی ھی الاصل [1]

حرام اور مکروہ قرار دینے میں اللہ تعالٰی پر افترار باندھنے میں احتیاط نہیں ہے ان دونوں حکموں کے لئے دلیل چاہئے بلکہ احتیاط اباحت میں ہے جو اصل حکم ہے (ت)

علامہ علی مکی رسالہ اقتدا بالمخالف میں فرماتے ہیں :

من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلۃ ھو الصحۃ واما القول بالفساد والکراھۃ فیحتاج الی حجۃ [2]

مسلّمہ بات ہے کہ ہر مسئلہ میں اصل صرف اباحت ہے فساد اور کراہت کے حکم کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔ (ت)

غرض مانع فقہی مدعی بحث ہے اور جواز کا قائل مثل سائل مدعا علیہ جس سے مطالبۂ دلیل محض جنون یا تسویل اُس کے لئے یہی دلیل بس ہے کہ منع پر کوئی دلیل نہیں۔ مسلم الثبوت میں ہے :

کل ما عدم فیہ المدرك الشرعی للحرج فی فعلہ وترکہ فذلك مدرك شرعی لحکم الشارع بالتخییر [3]

کسی کام کے کرنے میں اور نہ کرنے میں حرج کے مسئلہ میں کوئی شرعی دلیل نہ ہو تو یہ خود شرعی دلیل ہے کہ شرعاً اختیار ہے (ت)

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ رسالہ اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامہ (۱۲۹۹ھ) ورسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین (۱۳۰۱ھ) وغیرہما میں اس بحث کو واضح کرچکا وللہ الحمد امثال مقام میں نہایت سعی منکرین عدم نقل سے استدلال ہے۔ ذٰلك مبلغھم من العلم (یہی ان کے

---

[1] الصلح بین الاخوان (رسالہ)

[2] الاقتداء بالمخالف (رسالہ)

[3] مسلم الثبوت المقالۃ الثانیۃ الباب الثانی مطبع انصاری دہلی ص ۲۴

علم کی پہنچ ہے۔ ت) مگر ز و عقلاء فضلاء عن الفضلاء یہ بے اصل استناد تشبث بالحشیش وخرط القتاد (تنکے کا سہارا اور مشکل میں پھنسنا ہے۔ ت) عدمِ نقل نقلِ عدم نہیں، نہ عدمِ فعل منع کو مستلزم، کاش خود معنی جواز لم یؤمر بہ ولم ینہ عنہ (نہ اس کا حکم اور نہ اس کی ممانعت ہے۔ ت) کو سمجھتے تو جانتے کہ جس امر سے اس کا ابطال چاہتے ہیں وہ خود اس کی حد کا احد المصادیق ہے کہ نقل مع عدم الطلب فعلاً و کفاً و عدمِ ذکر راسا دونوں اسی انعدام امر ونہی کی صورتیں ہیں تو یہ استدلال ایسا ہوا کہ ثبوتِ اخص کو ارتفاعِ اعم پر دلیل بنائیے وھل ھوالابھت بحت (یہ خالص بہتان ہے۔ ت) یہ بحث بھی فقیر نے اپنے رسائل مذکورہ و نیز رسالہ انہار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار (۱۳۰۵ھ) و رسالہ سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلٰوۃ العید (۱۳۰۷ھ) وغیرہا میں تمام کردی۔

ولمن احسن تفصیل تلک المباحث ختام المحققین امام المدققین اعلم العلماء سیف السنۃ علم الاسلام سیدنا الوالد قدس الواجد سرالماجد فی کتابہ الجلیل "اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام" وسفرہ الجمیل "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" وغیرھما من تصانیفہ الجیاد علیہ الرحمۃ الجواد۔

ان مباحث کی اچھی تفصیل کرنے والوں میں سب سے بہتر خاتم المحققین علماء کرام کے بڑے، سنت کی تلوار، اسلام کے جھنڈے حضرت والد گرامی کی کتاب "اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام" اور کتابِ جمیل "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" وغیرہما میں ہے، اللہ تعالٰی ان پر رحمت فرمائے۔ (ت)

اور اگر عدمِ ورود ہی پر مدارِ منع ٹھہرا تو ایک شغل برزخ ہی پر کیا موقوف، عامہ اشغال و افکار اور ان کے طرق و اطوار کہ طبقۃً فطبقۃً تمام اکابر اولیائے کرام قدست اسرارہم میں رائج و معمول رہے سب معاذ اللہ بدعت شنیعہ و حرام و ممنوع قرار پائیں گے کہ ان میں بہت تو راسًا اور بہت بایں ہیئات خاصہ و اوضاع جزئیہ ہرگز حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا صحابہ و تابعین سے ثابت نہیں، ہاں ہاں قولِ الٰہی عزوجل:

فیما یرویہ عنہ نبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من عادٰی لی ولیاً فقد اٰذنتہ بالحرب[1]، کما فی الجامع الصحیح وغیرہ۔

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے اللہ تعالٰی سے روایت فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے (ت)

---

[1] صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۶۳

بجالا کر بہایت وقاحت اس لازم شنیع کا التزام کرلینا اور جماہیر اساطینِ طریقت و سلاطینِ حقیقت کو معاذ اللہ مخترع بدعات و مروجِ سیئات کہہ دینا اگرچہ منکر مکابر کے نزدیک سہل ہو،

قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر[1]

بغض ان کے منہ سے ظاہر او رجوان کے دلوں میں ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے۔ (ت)

مگر اتنا یاد رہے کہ یہ مار گھر کی بھی جائے گی ذرا امام الطائفہ کے نسباً دادا، تلمذاً دادا، بیعۃً پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی سن لو کہ وہ قول الجمیل میں جس کی وضع انہیں افکارِ محدثہ و اشغالِ حادثہ کی ترویج و تعلیم کے لئے ہے کیسا کھلا اقرار فرماتے ہیں:

صحبتنا متصلۃ الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وان لم یثبت تعین الاٰداب ولا تلك الاشغال[2] اھ ملخصاً۔

ہماری صحبت تو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم تک متصل ہے اگرچہ خاص یہ آداب و اشغال ثابت نہیں اھ ملخصاً۔

اُسی میں ہے:

وتظن النسبۃ لاتحصل الا بھذہ الاشغال بل ھذہ طرایق لتحصیلھا من غیر حصر فیھا وغالب الرأی عندی ان الصحابۃ و التابعین کانوا یحصلون السکینۃ بطرق اخرٰی[3] الخ۔

یہ گمان کہ نسبت بس انھیں اشغال سے حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ بھی اس کی تحصیل کے طریقے ہیں کچھ ان میں حصر نہیں اور میرا زیادہ گمان یہ ہے کہ صحابہ و تابعین اور ہی طریقوں سے نسبت حاصل فرماتے تھے الخ۔

معلم ثالث وہابیہ مولوی خرم علی صاحب مصنفِ نصیحۃ المسلمین اس کے ترجمہ شفاء العلیل میں اس کے بعد لکھتے ہیں:

"مترجم کہتا ہے مصنف محقق نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑ دیا، بعض نادان کہتے ہیں کہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ کے اشغالِ مخصوصہ صحابہ تابعین کے زمانے میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئی، خلاصہ جواب یہ ہے کہ

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[2] القول الجمیل مع شفاء العلیل الفصل السابع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص

[3] " " " الفصل الحادی عشر " " " ص ۱۷۳

جس امر کے واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ اشغال مقرر کئے ہیں وہ امر زمانۂ رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے گو طرق اُس کی تحصیل کے مختلف ہیں فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے مجتہدین شریعت نے استنباط احکام ظاہر شریعت کے اصول ٹھہرائے اولیائے طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کے جس کو طریقت کہتے ہیں قواعد مقرر فرمائے تو یہاں بدعت سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے، ہاں یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہ کو بسبب صفائی طبیعت اور حضور خورشید رسالت تحصیل نسبت میں اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے، ان کو بسبب بُعد زمان رسالت کے البتہ اشغالِ مذکورہ کی حاجت ہوئی، جیسے صحابہ کرام کو قرآن وحدیث کے فہم میں قواعدِ صرف ونحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہلِ عجم اور بالفعل کے عرب اس کے محتاج ہیں واللہ اعلم۔"[1]

امام الطائفہ کے نسبًا چچا، علمًا باپ، طریقةً دادا مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں:

"اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات وہیأت واسطے اذکارِ مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسباتِ مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الدین اور علومِ حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے (الیٰ قولہ) تو اس کو یاد رکھنا چاہئے[2] اھ بترجمۃ البلہوری۔

مولوی بلہوری اسے نقل کرکے کہتے ہیں:

"یعنی ایسے امور کو مخالفِ شرع یا داخلِ بدعاتِ سیئہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھے ہیں۔"[3]

مرزا مظہر جانِ جاناں صاحب (جنھیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ و قیم طریقۂ احمدیہ و داعی سنتِ نبویہ ومتجلی بانواع فضائل وفواضل کہا) اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

"مراقبات باطوار معمولہ کہ در قرون متاخرہ — موجودہ طریقوں کے مراقبات جو آخر زمانہ میں

---

[1] شفاء العلیل مع القول الجمیل ساتویں فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۷ و ۱۰۸

[2] 〃 〃 〃 چوتھی فصل 〃 〃 ص ۵۱ و ۵۲

[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ص ۵۲

رواج یافتہ از کتاب وسنّت ماخوذ نیست بلکہ حضراتِ مشائخ بطریقِ الہام واعلام از مبدءِ فیاض اخذ نمودہ اند شرع ازاں ساکت ست و داخل دائرۂ اباحت[1]"

مروّج ہوئے کتاب وسنت سے ماخوذ نہیں ہیں بلکہ مشائخ حضرات نے بطورِ الہام اللہ تعالیٰ سے پائے ہیں جبکہ شریعت ان کی تفصیل سے ساکت ہے اور اباحت کے درجہ میں ہیں۔ (ت)

انھیں کے ملفوظات میں ہے:

"حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ طریقۂ نَو بیان نمودہ اند[2]"

حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نئے طریقے بیان فرمائے ہیں (ت)

اسی میں ہے:

"حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ طرقۂ جدیدہ بیان نمودہ اند[3]"

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جدید طریقہ بیان فرمایا ہے۔ (ت)

بات کے پورے توجب ہیں کہ آنکھیں بند کرکے ان صاحبوں کو بھی بدعتی کہہ بھاگیں ورنہ یہ تو ستم سینہ زوری ہوئی کہ اکابر محبوبانِ خدا قرون متطاولہ سے سب معاذ اللہ مجرم احداث چنیں وچناں ٹھہریں اور ان صاحبوں پر صرف اس لئے کہ امام الطائفہ کے علاقہ والے ہیں آنچ نہ آئے یہ تو دین نہ ہوا دھینگا مشتی ہوئی، اے حضرت! یہ سب ایک طرف خود امام الطائفہ کی خبر لیجئے وہ سر بازار اپنا اور اپنے پیر ومرشد کا بدعتی ومخترع الدین ہونا پکار رہا ہے صراط المستقیم میں لکھتا ہے:

"اشغالِ مناسبۂ ہر وقت، ریاضات ملائمہ ہر قرن جدا جدا مے باشند ولہذا محققین ہر وقت از اکابر ہر طرق در تجدید اشغال کوششہا کردہ اند بناءً علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعین کردہ شود[4]"

ہر وقت کے مناسب اشغال اور ریاضات ہر زمانہ کے مناسب جدا جدا ہیں اسی لئے وقت کے محقق لوگ اپنے طریقہ وسلسلہ کے اکابر سے اشغال کی تجدید میں کوشش کرتے رہے ہیں، اسی بناء پر وقتی مصلحت کے تحت اس کتاب کا ایک باب موجودہ وقت کے اشغالِ جدیدہ کے بیان کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ (ت)

---

[1] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از کلمات طیبات مکتوب یازدہم مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۳

[2] " " " " ص ۸۰

[3] " " " " ص ۸۳

[4] صراط مستقیم مقدمۃ الکتاب المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۷، ۸

خدارا ذرا ہٹ دھرمی کی نہیں سہی خدا لگتی کہو تو نہ صرف اشغال بلکہ تمام بحث تعریف بدعت کا یہیں خاتمہ ہوگیا اب کیا ہوئے وہ قرونِ ثلثہ کی تخصیص پر جبروتی اصرار اب کدھر گئی وہ بات بات پر من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فہو رد[1] (جس نے نیا عمل جاری کیا جو ہمارے امر میں سے نہیں وہ مردود ہے۔ ت) اور کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار[2] (ہر بدعت ضلالہ ہے اور ہر ضلالت جہنم میں ہے۔ ت) کی تکرار امام وہابیت کیشاں اور ان کے حضرت ایشاں تیرھویں صدی میں بیٹھے خاص امر اعظم دین د وجوہِ تقرب رب العالمین میں نئی نئی باتیں گھڑ رہے ہیں جن کا خود ان کے اقرار سے تین قرن کیا معنے تین تین چھ اور چھ اور چھ بارہ قرن تک نام ونشان نہیں لیکن نہ وہ بدعتی ٹھہرتے ہیں نہ اُن کے اصل ایمان میں خلل آتا ہے نہ اُن کے لئے اصحاب البدع کلاب اھل النار[3] (بدعت والے اہلِ جہنم کے کتے ہیں۔ ت) پڑھا جاتا ہے نہ یہ باتیں رُد وضلالت وفی النار ہوتی ہیں، یہ یجوز للوھابی مالا یجوز لغیرہ (جو غیر کے لئے جائز نہیں وہابی کے لئے جائز ہے۔ ت) کا فتوٰی کہاں سے آگیا، اب اسے کیا کہئے، مگر یہ کہ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت[4] (جب تجھے حیا نہیں تو جو چاہے کر۔ ت)، مولٰی عزوجل ہدایت بخشے، آمین!

خیر، بات دُور پہنچی، خاص مسئلہ شغل برزخ کے متعلق نصوصِ اکابر وعمائد حاضر کروں مگر حاشا نہ ارشادات حضرات اولیاء قدست اسرارہم کہ:

اولاً وہ بنہایت ظہور محتاجِ اظہار نہیں، موافق ومخالف کون نہیں جانتا کہ یہ طریقہ اکابر اولیاء کا معمول رہا اور اُن کی تصانیف جلیلہ میں جابجا اس کی روشن تصریحیں ہیں۔

ثانیاً شاید اُن کے ارشاد منکر متعصب کو نفع بھی نہ دیں، ہاں شاید کیوں یقیناً نہ دیں گے کہ منکر خود بھی ارشاداولیائے قولاً وفعلاً اس کے متواتر ثبوت پر مطلع پھر بھی برسرِ انکار وابطال وادعائے ضلال ہے اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں شیخ شیوخ الہند عاشق المصطفٰے وارث الانبیاء ناصر الاولیاء مولانا وبرکتنا حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ تعالٰی سرہ القوی پر کہ

---

[1] صحیح البخاری کتاب الصلح ۱/ ۳۷۱ وسنن ابی داود کتاب السنۃ ۲/ ۲۷۹
کنز العمال حدیث ۱۱۰۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۱۹
[2] الدر المنثور تحت آیت ۷/ ۱۶۸ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۳/ ۱۴۷
[3] کنز العمال حدیث ۱۰۹۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۱۸
[4] المعجم الکبیر حدیث ۶۵۸ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۷/ ۲۳۷

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں :

"وآنچہ مروی ومحکی ست ازمشائخ اہل کشف در استمداد ازارواح کمل واستفادہ ازاں خارج از حصرست درکتب ورسائل ایشاں ومشہورست میان ایشاں وحاجت نیست کہ آں را ذکرکنیم وشاید کہ منکر متعصب سود نکند او را کلمات ایشاں عافانا اللہ من ذٰلک[1]۔"

کاملین کی رُوح سے استمداد و استفادہ جو اہل کشف مشائخ سے مروی اور ان کی کتب و رسائل میں مذکور ومشہور ہے ان بے شمار مرویات کو ذکر کرنے کی ہمیں حاجت نہیں اور شاید متعصب منکرین کو ان کا کلام سُود مند بھی نہ ہو، اللہ تعالٰی ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ (ت)

افسوس ان مدعیان حقانیت کی حالت یہاں تک پہنچی کہ بندگان خدا محبوبانِ خدا کے کلام انکے سامنے پیش کرنا عبث و بے سود سمجھتے ہیں بلکہ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے مقابلے میں اور بھی گستاخیوں پر نہ اتر آئیں عافانا اللہ تعالٰی من کل ذٰلک (اللہ تعالٰی ہمیں اس سب سے محفوظ رکھے۔ ت) لہذا میں صرف اقوالِ علماء پر اکتفاء کروں جنھیں مانے بغیر بےچارے مخالف کو چارہ نہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک عبارت تو سائل نے سوال میں نقل کی جس کے ترجمہ میں معلم ثالث وہابیہ شفاء العلیل میں یوں کہتے ہیں :

"جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور تعظیم کے، تو اس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اُس کی صحبت فائدہ دیتی ہے[2]۔"

یہیں مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا مولانا نے فرمایا:

"حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ تر قریب ہے[3] انتہی"

اب کون کہے کہ شاہ صاحب! یہ وہی راہ ہے جسے کچھ دنوں بعد آپ کے قریب گھر والے ٹھیٹ بُت پرستی بتانے کو ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب انتباہ میں فرماتے ہیں :

الطریق الثالث طریق الرابطۃ بالشیخ

یعنی خدا تک پہنچنے کی تیسری راہ شیخ کے ساتھ رابطہ کا

---

[1] اشعۃ اللمعات کتاب الجہاد باب حکم الاسراء فصل اول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۴۰۲

[2] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۱ و ۸۲

[3] " " " " " " " ص ۸۰

(الیٰ ان قال) ینبغی ان تحفظ صورتہ فی الخیال وتتوجہ الی القلب الصنوبری حتّٰی تحصل الغیبۃ والفناء عن النفس[1]۔

طریقہ ہے چاہئے کہ اس کی صورت اپنے خیال میں محفوظ رکھ کر قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو یہاں تک کہ اپنے نفس سے غیبت و فنا ہاتھ آئے (ت)

اسی میں ہے:

ان وقفت عن الترقی فینبغی ان تجعل صورۃ الشیخ علٰی کتفک الایمن وتعتبر من کتفک الٰی قلبک امرًا ممتدًا وتاتی بالشیخ علٰی ذٰلک الامر الممتد وتجعلہ فی قلبک فانہ یرجی لک بذٰلک حصول الغیبۃ والفناء[2]۔

یعنی اگر تُو ترقی سے رُک رہے تو یُوں چاہیے کہ صورتِ شیخ کو اپنے داہنے شانے پر اور شانے سے دل تک ایک امر کشیدہ فرض کرلے اور اُس پر صورتِ شیخ کو لاکر اپنے دل میں رکھے کہ اس سے تیرے لئے غیبت و فنا ملنے کی امید ہے۔

یہ عبارتیں شاہ صاحب نے رسالہ تاجیہ[2] نقشبندیہ سے نقل کیں جن کی نسبت لکھا کہ حضرت والد بزرگوار یعنی شاہ عبدالرحیم صاحب اسے بہت پسند فرماتے اور مریدوں کو اُسی کے مسلک پر چلاتے[3]۔ اسی میں یہ بھی لکھا کہ:

"تفرقہ مستمر ہو تو اپنے مرشد مربی کی صورت خیال میں حاضر کر، امید ہے کہ اسکی برکت سے تفرقہ مبدل بجمعیت ہو[4]۔"

اسی انتباہ میں رسالہ عزیزیہ[5] سے جس کی اجازت اپنے والد ماجد سے پائی لکھا:

"تصورِ مرشد پیشِ خود تصور کردہ بعد ذکر گوید الرفیق ثم الطریق در حق ایشاں ست وبرائے نفی خواطر نفسانی وہواجس شیطانی و وساوس ظلمانی اثرے تمام وارد[5]۔"

مرشد کی صورت کو پیشِ خاطر رکھے اور ذکر کے بعد کہے الرفیق اور پھر الطریق، مرشد کے حق میں ہے، یہ طریقہ نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسوں کی نفی میں مؤثر ہے۔ (ت)

[1] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ طریقہ نقشبندیہ عباسی کتب خانہ کراچی ص ۴۱ و ۴۲
[2] " " " " " " " ص ۴۲
[3] " " " " " " " ص ۳۲
[4] " " " بیان دفع وسوسہ " " " ص ۴۷
[5] " " " بیان طریقہ چشتیہ " " " ص ۹۲

اسی میں رسالہ مذکور سے لکھا:

بلکہ حضرت سلطان موحدین برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس سرہ العزیز چنیں می فرمودند کہ صورتِ مرشد کہ ظاہر دیدہ میشود مشاہدۂ حق سبحانہٗ و تعالیٰ ست در پردۂ آب و گل و اما صورت مرشد کہ در خلوت نمودار مے شود آں مشاہدۂ حق تعالیٰ ست بے پردۂ آب و گل کہ ان اللہ تعالیٰ خلق اٰدم علیٰ صورۃ الرحمٰن من راٰنی فقد رای الحق در حق او درست شدہ[1]"

بلکہ حضرت شیخ جلال الدین مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس سرہ بمع القابہ، یوں فرماتے ہیں کہ مرشد کی صورت کا ظاہری مشاہدہ آب و گل کے پردہ میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ ہے اور مرشد کی خلوت میں نمودار ہونے والی صورت یہ اللہ تعالیٰ کا آب و گل کے پردہ کے بغیر مشاہدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آدم کی صورت رحمٰن کی صفت پر پیدا کی، جس نے مجھے دیکھا تو بیشک اس نے حق دیکھا، اس پر درست ثابت ہوگا۔ (ت)

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں زیر قولہ تعالیٰ واذکر اسم ربک لکھتے ہیں:

یعنی یاد کن نام پروردگار خود را بسبیل دوام در ہر وقت و ہر شغل خواہ بزبان خواہ بقلب خواہ بروح خواہ بسر خواہ بخفی خواہ باخفی خواہ بنفس خواہ ذکر یک ضربی خواہ دو ضربی خواہ بحبس نفس خواہ بے حبس خواہ بدون برزخ خواہ با برزخ الیٰ غیر ذٰلک من الخصوصیات التی استنبطھا الماھرون من اھل الطرائق وتعین احد الشقین ازیں خصوصیات مذکورہ مفوض بصوابدید شیخ و مرشد ست کہ بحسب حال ہرچہ را اصلح داند تلقین فرماید چنانچہ در آیت دیگر فرمودہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم

اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اور ہر شغل میں یاد رکھ، دل، روح، سری، خفی، سانس یک ضربی یا دو ضربی ہو یا سانس بند کرکے ہو یا بغیر بند کئے ہو، برزخ کے ذریعہ یا بے برزخ وغیرہ یا خصوصیات جن کو اہل طریقت ماہرین نے اخذ کیا ہے ان میں سے کسی مخصوص طریقہ کو متعین کرنا مرشد کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ حال کے مطابق جس کو مناسب سمجھے اس کی تلقین کرے جس طرح دوسری آیہ کریمہ میں ارشاد ہے کہ اگر تم

---

[1] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ بیان طریقہ چشتیہ عباسی کتب خانہ کراچی ص ۹۲ و ۹۳

لا تعلمون[1] آہ ملتقطا۔ نہ جانو تو اہلِ ذکر سے سوال کرو اھ ملتقطا (ت)

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) اس عبارت سے جیسا کہ تصور برزخ کا جواز ثابت ہوا اس کے سوا اور بھی فوائد جلیل حاصل مثلاً،

ایک یہ کہ شغل برزخ کے ساتھ ذکر کرنا اطلاق آیت قرآنی کے تحت میں داخل۔

دوم مطلق ذکر پر قرآن وحدیث میں جو عظیم ترغیبیں آئیں اسے بھی شامل۔

سوم مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر رہے گا اور اس کا حکم اُس کے جمیع مقیدات میں ساری شرع میں صرف اس کی اجازت اُن کی اجازت کے لئے کافی جس کے بعد خصوصیاتِ خاصہ کے ثبوت خاص کی حاجت نہیں مطلق اصولی کو مطلق منطقی سمجھنا محض خطا ہے۔

چہارم نیک بات بانضمام اوضاع خاصہ بد نہیں ہوسکتی جب تک اُس منضم میں کوئی محذور خاص شرع سے ثابت نہ ہو۔

پنجم قائلِ جواز کو صرف اس قدر بس کہ یہ مقید زیر مطلق داخل، جو ممنوع بتائے وہ مدعی ہے اس صورت خاصہ سے منع ثابت کرے۔

ششم بیان عبادات توقیفی ہے ولہذا یسیر وقوف دونوں میں شرع مطہر کا اتباع واجب جہاں وُہ تھم رہے ہم آگے نہ بڑھیں جہاں وہ آگے چلے ہم تھم نہ رہیں تو اپنی طرف سے اطلاق مقید و تقیید مطلق دونوں ممنوع، جس طرح بعد حصر فی وجہ احداث وجہ آخر شرع پر زیادت، یونہی بعد اطلاق اجازت، منع بعض صورِ شرع کی مخالفت، اس ترقیف و توقف کے یہ معنے ہیں نہ وہ کہ عبادتِ الٰہیہ کو معاذ اللہ غیر معقول المعنے سمجھ کر مطلقاً وارد ومورد پہ منحصر کر دیجئے کما زعم المتکلم القنوجی (جیسا کہ قنوجی متکلم نے سمجھا۔ ت)

ہفتم بدعت شرعیہ کی یہ تفسیریں کہ جو بات زمانۂ اقدس نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں نہ تھی یا جو کام صحابہ نے نہ کیا یا جو کچھ قرونِ ثلثہ میں نہ تھا،

کما تزعمہ النجدیۃ علی تفرق کلمھم فیما بینھم "تحسبھم جمیعا وقلوبھم شتی ذلك بانھم قوم لا یعقلون[2]"۔ جیسا کہ نجدی حضرات متفرق باتیں کرتے ہیں "تم ان کو جمع خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں یہ اس لئے کہ وہ بے عقل قوم ہیں" (ت)

سب باطل وہوس عاطل ہیں۔

ہشتم بدعت لغویہ کہ تفاسیر مذکور حقیقۃً اُسی پر منطبق ہرگز سیئہ میں منحصر نہیں اس تقدیر پر

---

[1] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) تحت آیۃ ۳/۴۳ ص ۲۷۹
[2] القرآن الکریم ۵۹/۱۴

قضیۂ کل بدعۃ ضلالۃ[1] (ہر بدعت گمراہی ہے۔ ت) قطعاً عام مخصوص منہ البعض، ہاں اگر بدعتِ شرعیہ لیجئے یعنی:

ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے حاصل شدہ حق کے خلاف کوئی نئی چیز ہو (ت)

تو بیشک وہ اپنی صراحت عموم ومحوضت اطلاق پر ہے علمائے تفسیر حدیث میں دونوں طرف گئے مگر یہ اعجوبہ ملفقہ کو پہلوں سے تفسیر لی اور دوسروں سے اطلاق' یہ خاص ایجادِ حضرات انجاد ہے جس پر شرع سے اصلاً دلیل نہیں اور جس کی بناء پر شاہ عبدالعزیز وشاہ ولی اللہ سے ہزار برس تک کے ائمۂ شریعت وسادات طریقت یا ہزاروں تابعین یا صدہا صحابہ بھی معاذ اللہ بدعتی قرار پاتے ہیں اور اُن کے بعض جری بیباکوں مثل بھوپالی بہادر وغیرہ نے اس کی صاف تصریح بھی کردی وہ بھی کہاں، خاص امیر المومنین غیظ المنافقین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں، وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[2] (اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ ت)

نہم[9] عدم نقل نقل عدم نہیں

دہم[10] عدم فعل قاضی منع نہیں کف میں اتباع ہے نہ مجرد ترک میں۔

یازدہم[11] یہ جاہلی مغالطہ کہ اس طریقے میں کوئی بھلائی ہوتی تو صحابہ ہی کرتے تم کیا اُن سے بھی زیادہ دین کی سمجھ رکھتے ہو محض بیہودہ ونامسموع ہے۔

دوازدہم[12] اولیائے کرام کے ایجادات محمود ومقبول ہیں۔

سیزدہم[13] وہ اہل الذکر ہیں دوسروں کو اُن پر اعتراض نہیں پہنچتا بلکہ ان کی طرف رجوع اور جو وہ فرمائیں اس پر عمل چاہئے۔

چہاردہم[14] کفار سے غیر شعار میں اتفاقی مشابہت ہرگز وجہ ممانعت نہیں ورنہ حبسِ دم کہ جوگیوں کا مشہور طریقہ ہے ممنوع ہوتا۔

پانزدہم[15] آیۂ فاسئلوا اھل الذکر[3] وجوبِ تقلید میں نص ہے، اہل ذکر سے علمائے اہل کتاب

---

[1] الدر المنثور تحت آیۃ ۷/۱۰۸ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۱۴۷/۳

[2] القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷

[3] " " ۱۶/۴۳ و ۲۱/۷

مراد لے کر مبحث تقلید سے آیت کو بیگانہ بتانا غیر مقلد وہابیوں کی نری جہالت ہے، اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ کہ مخصوص سبب کا، الٰی ذٰلك من الفوائد ممالیستخرجه البصیر الناقد (دیگر فوائد جن کو پرکھنے والے صاحبِ بصیرت نے ظاہر کیا ہے۔ ت) شاہ صاحب کی یہ نفیس عبارت کس قدر قابل قدر منزلت کہ معدود حرفوں میں کتنے فوائد نفیسہ بتا گئے اور آدھی بلکہ دو تہائی وہابیت کو خاک میں ملا گئے والحمد للّٰہ رب العالمین۔

اب پھر شمارِ عبارات کی طرف چلئے، تمام[۱۲] خاندان دہلی کے آقائے نعمت وخداوندِ دولت ومرجع و ملتجیٰ ومفزع وملجا وسیّد ومولیٰ جناب شیخ مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے مکتوبات کی جلد اول میں فرماتے ہیں:

"ہیچ طریقے اقرب بوصول از طریق رابطہ نیست تاکدام دولتمند را بآں سعادت مستسعد سازند"۔[۱]

وصول کے طریقوں میں سے اقرب ترین طریقہ رابطہ ہے کہ بہت سے ابدی دولت والے اس سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔(ت)

اسی[۱۳] میں ہے:

"مخدوما مقصدِ اقصٰی ومطلبِ اسنٰی وصول بجناب قدس خداوندی ست جل سلطانہ، لیکن چوں طالب در ابتداء بواسطہ تعلقاتِ شتی در کمال تدنس وتنزل ست وجناب قدس او تعالٰی درنہایت تنزہ وترفع ومناسبتے کہ سببِ افاضہ واستفاضہ است درمیان مطلوب وطالب مسلوب ست لاجرم از پیر راہ دان راہ بین چارہ نمودہ کہ برزخ بود (الٰی قولہ) پس در ابتدا و در توسط مطلوب را بے آئینہ پیر نتواں دید"۔[۲]

اے میرے مخدوم! سب سے بڑا اور اعلیٰ مقصد اللہ جل شانہ، تک رسائی ہے لیکن کوئی طالب ابتدائی مرحلہ میں دنیاوی مشاغل کی وجہ سے انتہائی کثافت اور کمتری میں ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالٰی انتہائی پاک اور بلند ذات ہے اس وجہ سے طالب ومطلوب کے درمیان فیض کے حصول وعطا کے لئے کوئی مناسبت نہیں ہے لہذا ضروری ہے راستہ جاننے اور دیکھنے والا مرشد واسطہ بنے (اور یہاں تک فرمایا) ابتدائی اور درمیانے مرحلہ میں پیر کے آئینہ کے بغیر مطلوب کو نہیں دیکھ سکتا۔(ت)

---

[۱] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب صد وہشتاد وہفتم نولکشور لکھنؤ ۱/۱۸۶ استانبول ترکیہ ۱/۲۸۱

[۲] " " " " " " " ۱۶۹

جلد دوم[14] میں فرمایا:

"نسبت رابطہ ہموارہ شمارا با صاحب رابطہ می دارد و واسطہ فیض انعکاسی می شود شکر ایں نعمت عظمیٰ بجا باید آورد[1]"

تمہارے رابطہ کی نسبت صاحب رابطہ کے ساتھ ہموار ہوجائے اور فیوض کا واسطہ عکس ڈالے تو اس عظیم نعمت کا شکر بجالانا چاہیے (ت)

جلد سوم[15] میں لکھا:

"پرسیدہ بودند کہ لم ایں حیثیت کہ چوں در نسبت رابطہ فتور میرود در اتیان سائر طاعات التذاذ نمی یابد، بدانند کہ ہماں وجہیکہ سبب فتور رابطہ گشتہ است مانع التذاذ ست (الٰی قولہ) استغفار باید نمود تا بکرم اللہ سبحٰنہ اثر آں مرتفع گردد[2]"

آپ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ جب رابطہ والی نسبت میں فتور ہوجائے تو تمام عبادات کی لذت میں فتور پیدا ہوجاتا ہے تو فرمایا یاد رکھو کہ جس وجہ سے رابطہ میں فتور آتا ہے وہی لذت سے مانع ہوجاتی ہے اور (بعد میں یہاں تک فرمایا) اس موقعہ پر استغفار کرنی ضروری ہے تاکہ اللہ تعالٰی اپنے کرم سے اس مانع اثر کو اٹھادے۔ (ت)

اور ذرا وہ[16] بھی ملاحظہ ہوجائے جو انھوں نے مکتوبات کی جلد دوم مکتوب سیم میں فرمایا:

"خواجہ محمد اشرف در زش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ سجدے استیلا یافتہ است کہ در صلوات آں را مسجود خود مے داند و مے بیند و اگر فرضاً نفی کند منتفی نمیگرد د محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب است از ہزاراں یکے را مگر بدہند صاحب ایں معاملہ مستعد تمام المناسبۃ سبب بحیل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را جذب نماید، رابطہ را چرا

خواجہ محمد اشرف نے نسبت رابطہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سجدے میں رفعت ہوتی ہے جب شیخ کو نمازوں میں مسجود سمجھے اور دیکھے اگر بالفرض وہ اس کی نفی کرے بھی تو منتفی نہ ہو، یہ محبت کا ایک مرحلہ ہے طالب حضرات ہزاروں اس دولت کی تمنا کرتے ہیں مگر حاصل کسی ایک کو ہوتا ہے یہ عطا کا معاملہ مناسبت تامہ کی وجہ ہوتا ہے شیخ کی تھوڑی سی صحبت کے سبب کبھی

---

[1] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب بست و چہارم نولکشور لکھنؤ ۲/۱۲

[2] 〃 〃 〃 〃 صد و ہفتم 〃 〃 ۳/۱۹۸

نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہٗ چرا محاریب و مساجد را نفی نکنند ظہور ایں قسم دولت سعادت منداں را میسر است تا در جمیع احوال صاحبِ رابطہ را متوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند و در رنگ جماعۂ بے دولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ از شیخ خود منحرف سازند و معاملۂ خود را برہم زنند۔"[1]

تمام کمالاتِ شیخ اس طالب میں جذب کر دیتا ہے، رابطہ کی نفی لوگ کیوں کرتے ہیں حالانکہ شیخ و مقتدا مسجود الیہ ہوتا ہے نہ کہ مسجود لہٗ ۔ یہ لوگ محراب اور مساجد کی نفی کیوں نہیں کرتے (حالانکہ وہ بھی مسجود الیہ ہیں) یہ دولت خاص سعادتمندوں کو میسر ہوتی ہے حتی کہ وہ تمام احوال میں صاحبِ رابطہ کو واسطہ جانتے ہیں اور تمام اوقات میں اسی کی طرف متوجہ رہتے ہیں، ان لوگوں کی طرح نہیں جو بے دولت ہوتے ہیں اور اپنے کو مستغنی سمجھتے ہیں، اور شیخ سے اپنی توجہ کا قبلہ موڑ لیتے ہیں اور اپنا معاملہ خود خراب کر لیتے ہیں۔ (ت)

الحمد للہ اس عبارت باہرہ کا ایک ایک کلمہ قاہرہ از بیخ برکن نجدیت بائرہ ہے وللہ الحجۃ الظاہرہ۔

آدیم پرنصوص علماء کتاب مستطاب حدائق الانوار فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی المختار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ہے:

الحدیقۃ الخامسۃ فی الثمرات التی یجتنیہا العبد بالصلوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والفوائد التی یکتسبہا ویقتنیہا۔[2]

پانچواں حدیقہ اُن پھلوں کے بیان میں جنھیں بندہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیج کر چُنتا ہے اور اُن فائدوں میں جنھیں درود کی برکت سے کسب و تحصیل کرتا ہے۔

پھر چالیس فائدے گنا کر کہتے ہیں:

الاحدی والاربعون من اعظم الثمرات و اجل الفوائد المکتسبات بالصلوٰۃ علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انطباع صورتہ الکریمۃ فی النفس۔[3]

وہ فائدے جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیج کر حاصل کرتے ہیں اُن میں اجل و اعظم فائدوں سے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورتِ کریمہ کا دل میں نقش ہونا ہے۔

---

[1] مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۳۰ نولکشور لکھنؤ ۲/۴۶

[2] حدائق الانوار فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی المختار

[3] " " " " " " "

امام ابوعبداللہ ساحلی رضی اللہ تعالٰی عنہ بغیۃ السالک[1] میں فرماتے ہیں:

ان من اعظم الثمرات واجل الفوائد المکتسبات بالصلوۃ علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انطباع صورتہ الکریمۃ فی النفس انطباعاً ثابتاً متأصلا متصلا و ذٰلک بالمداومۃ علی الصلٰوۃ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باخلاص القصد وتحصیل الشروط والاداب وتدبر المعانی حتی یتمکن حبہ من الباطن تمکنا صادقاً خالصاً یصل بین نفس الذاکر ونفس النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویؤلف بینھما فی محل القرب والصفاء الخ۔

ثمرات وفوائد کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیج کر حاصل کئے جاتے ہیں ان کے اعظم و اجل سے یہ ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورتِ کریمہ کا پائدار و مستحکم و دائمی نقش دل میں ہوجائے یہ یوں حاصل ہوتا ہے کہ نیت خالص و رعایت شروط آداب و غور و فکر معانی کے ساتھ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی مداومت کریں یہاں تک کہ حضور کی محبت ایسے سچے خالص طور پر دل میں جم جائے جس کے سبب نفسِ ذاکر کو نفسِ اقدس حضورِ انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اتصال اور محلِ قرب و صفا میں باہم الفت حاصل ہو۔

علامہ فاسی محمد بن احمد بن علی قصری رحمۃ اللہ علیہ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں:

قد ذکر بعض من تکلم علی الاذکار وکیفیۃ التربیۃ بھا انہ اذا اکمل لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلیشخص بین عینیہ ذاتہ الکریمۃ بشریۃ من نور فی ثیاب من نور یعنی لتنطبع صورتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی روحانیتہ ویتالف معھا تالفا یتمکن بہ من الاستفادۃ من اسرارہ و الاقتباس من انوارہ صلی اللہ تعالٰی

یعنی بعض علماء جنھوں نے اذکار اور ان سے تربیت مریدین کی کیفیت بیان کی فرماتے ہیں کہ جب ذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کامل کرے تو چاہئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تصور اپنے پیشِ نظر جمائے بشری صورت نور کی طلعت نور کے کپڑوں میں اس غرض سے کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت اس کے آئینۂ روح میں منقش ہوجائے اور وہ الفت پیدا ہو جس کے سبب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسرار سے استفادہ اور انوار سے

[1] بغیۃ السالک

علیہ وسلم قال فان لم یرزق تشخص صورۃ فیری کانہ جالس عند قبرہ المبارک یشیر الیہ متی ما ذکرہ فان القلب متی ما شغلہ شیئ امتنع من قبول غیرہ فی الوقت الٰی اٰخر کلامہ فیحتاج الی تصویر الروضۃ المشرفۃ والقبور المقدسۃ لیعرف صورتہا ویشخصہا بین عینیہ من لم یعرف من المصلین علیہ فی ھٰذا الکتٰب وھم عامۃ الناس وجمہورھم[1] اھ ملخصا۔

اقتباس کرسکے وہی عالم فرماتے ہیں جسے حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور روزی نہ ہو وہ یہی خیال جمائے کہ گویا مزار مبارک کے سامنے حاضر ہے اور ہر بار ذکر شریف کے ساتھ مزار اقدس کی طرف اشارہ کرتا رہے یہ اس لئے کہ دل کو جب ایک چیز مشغول کرلیتی ہے تو اس وقت دوسری کسی شئے کو قبول نہیں کرتا۔ اسے نقل کرکے علامہ فاسی فرماتے ہیں جب بات یہ ٹھہری تو روضۂ مطہرہ و قبور معطرہ کی تصویر بنانے کی حاجت ہوئی کہ جن دلائل الخیرات پڑھنے والوں کو ان کا نقشہ معلوم نہیں اور اکثر ایسی ہی ہیں وہ پہچان لیں اور ان کا تصور پیش نظر رکھیں۔

۲۱ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث قدس سرہٗ جذب القلوب الٰی دیار المحبوب صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم وکتاب ترغیب اہل السعادات میں فرماتے ہیں:

از فوائد صلاۃ بر سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ ست تمثل خیال وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم در عین کہ لازم کثرت صلاۃ ست با نعت حضور و توجہ اللھم صل وسلم علیہ[2] اھ ملتقطا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پاک کے فوائد میں سے یہ ہے کہ آنکھ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خیالی صورت قائم ہوجاتی ہے جس کے لئے حضور اکرم کی نعت شریف کے ساتھ درود شریف کی کثرت لازم ہے اور توجہ سے اللھم صل وسلم علیہ اھ ملتقطا۔ (ت)

۲۲ امام محمد ابن الحاج عبدری مکی قدس سرہٗ مدخل میں فرماتے ہیں:

من لم یقدر لہ بزیارتہ صلی اللہ تعالٰی

یعنی جسے مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی

---

[1] مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۴۴ و ۱۴۵

[2] جذب القلوب الٰی دیار المحبوب باب ہفدہم مکتبہ نعیمیہ چوک دالگراں لاہور ص ۱۸۰ تا ۱۸۲

علیه وسلم بجسمه فلینوها کل وقت بقلبه ولیحضر قلبه انه حاضر بین یدیه متشفعا به الی من منّ به علیه کما قال الامام ابو محمد بن السید البطلیوسی رحمة الله تعالٰی فی رقعته التی ارسلها الیه صلی الله تعالٰی علیه وسلم من ابیات ؎

الیك افر من زللی وذنبی
وانت اذا لقیت الله حسبی
وزورة قبرك المحجوج قدما
مناي وبغیتی ولو شاء ربّی
فان احرم زیارته بجسمی
فلم احرم زیارته بقلبی
الیك غدت رسول الله منّی
تحیة مومن دنف محب[1]

یعنی جسے مزارِ اقدس حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی زیارت جسم سے نصیب نہ ہوئی ہو وہ ہر وقت دل سے اُس کی نیت رکھے اور دل میں یہ تصور جمائے کہ میں حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ کے حضور حاضر ہوں حضور سے اس کی بارگاہ میں اپنے لئے شفاعت چاہ رہا ہو جس نے حضور کی اُمّت میں داخل فرما کر مجھ پر احسان کیا جیسا کہ امام محمد بن السید بطلیوسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی اُس عرضی میں کہ مزارِ پُرانوار بھیجی یہ ابیات عرض کیں کہ یارسول اللہ! میں اپنی لغزش وگناہ سے حضور ہی کی طرف بھاگتا ہوں اور جب میں خدا سے ملوں تو حضور مجھے کافی ہیں حضور کی قبر مبارک کی زیارت کی کہ ہمیشہ سے جس کا حج ہوتا ہے (یعنی مسلمان اُس کی نیت کرکے دُور دُور سے حاضر ہوتے ہیں) میری آرزو و مراد ہے اگر میرا رب چاہے اگر جسم سے اس کی زیارت مجھے نصیب نہ ہوئی تو دل کی زیارت سے محروم نہیں ہوں صبحدم حضور کی بارگاہ میں حاضر ہے یا رسول اللہ! میری طرف سے ایک مسلمان محبِ بیمارِ محبت کا مجرا۔

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارحِ صحیح بخاری مواہبِ لدنیہ ومنح محمدیہ اور علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں،

یلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الهیبة کما کان یفعل بین یدیه فی حیاته (اذ هو حی) ویستحضر علمه

یعنی زائر ادب وخشوع وتواضع کو لازم پکڑے آنکھیں بند کئے مقامِ ہیبت میں کھڑا ہو جیسا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عالمِ حیاتِ ظاہری میں حضور کے سامنے کرتا کہ

---

[1] المدخل لابن الحاج فصل فی الکلام علی زیارۃ سید المرسلین الخ دار الکتاب العربی بیروت ۱/۲۵۸

بوقوفہ بین یدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مساعہ لسلامہ کما ھو فی حال حیاتہ اذلا فرق بین موتہ وحیاتہ فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذٰلک عندہ جلی لاخفاء بہ ویمثل (یصور) الی اثر وجھہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فی ذھنہ ویحضر قلبہ جلال رتبتہ وعلومنزلتہ وعظیم حرمتہ[1] اھ ملخصًا۔

وہ اب بھی زندہ ہیں اور تصور کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کی حاضری سے آگاہ ہیں اس کا سلام سُن رہے ہیں بعینہٖ اُسی طرح جیسے حالِ حیاتِ ظاہری میں کہ حضور کی وفات و حیات دونوں ان امور میں یکساں ہیں کہ حضور اپنی امت کو دیکھتے اور ان کے احوال کو پہچانتے اور ان کی نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں سے آگاہ ہیں اور یہ سب باتیں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایسی روشن ہیں جنھیں اصلاً پوشیدگی نہیں اور زائر اپنے ذہن میں حضورِ والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چہرہ کریمہ کا تصور جمائے اور دل میں حضور کی بزرگی مرتبہ وبلندی قدر واحترام عظیم کا خیال لائے۔

علامہ رحمت اللہ سندی تلمیذ امام ابن الہمام منسک متوسط اور علامہ علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں:

ثم توجہ (ای بالقلب والقالب) مع رعایۃ الادب فقام تجاہ الوجہ الشریف متواضعا خاضعا خاشعا مع الذلۃ والانکسار والخشیۃ والوقار والھیبۃ والافتقار غاض الطرف مکفوف الجوارح فارغ القلب (من سوی مرامہ) واضعا یمینہ علٰی شمالہ مستقبلا لوجہ الکریم مستدبرا للقبلۃ متمثلا صورتہ الکریمۃ فی خیالک (ای فی تخیلات بالک لتحسین حالک) مستشعرًا

یعنی زائر دل وبدن دونوں سے بنہایت ادب مزار اقدس کی طرف متوجہ ہوکر مواجہہ شریفہ میں کھڑا ہو تواضع وخشوع وخضوع وتذلل وانکسار وخوف ووقار وہیبت ومحتاجی کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضاء کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب سے فارغ کئے ہوئے داہنا ہاتھ بائیں پر باندھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف منہ اور قبلہ کو پیٹھ کرے دل میں حضور پُر نور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ کی صورتِ کریمہ کا تصور باندھے کہ یہ خیال تجھے

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثانی دارالمعرفۃ بیروت ۸/ ۳۰۵

بانہ علیہ الصلٰوۃ والسلام عالم بحضورك وقیامك وسلامك (ای بل بجمیع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك) وکانہ حاضر جالس بازائك مستحضرا عظمتہ وجلالہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1] اھ ملخصًا۔

خوشحال کردے گا اور خوب ہوشیار رہو جاکر حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم تیری حاضری و قیام و سلام بلکہ تمام افعال و احوال اور منزل منزل کے کوچ و مقام سے آگاہ ہیں اور یہ تصور کر کہ گویا حضور تیرے سامنے حاضر و تشریف فرما ہیں اور حضور کی عظمت و جلال کا خیال اپنے ذہن میں حاضر رکھ۔

امام مجد الدین ابو الفضل عبد اللہ بن محمود موصلی[27] اپنے متن مختار کی شرح اختیار میں پھر علمائے دولت علیہ سلطان اورنگزیب انار اللہ برہانہ فتاوٰی عالمگیری میں فرماتے ہیں:

یقف کما یقف فی الصلٰوۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ البہیۃ کانہ نائم فی لحدہ عالم بہ یسمع کلامہ[2]

یعنی زائر روضۂ منورہ کے حضور دست بستہ باادب یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی صورت کریمہ روشن کا تصور باندھے گویا حضور مرقد اطہر میں لیٹے ہیں زائر کو جانتے اور اس کا کلام سنتے ہیں۔

امام اجل قاضی عیاض[28] نے شفا شریف میں امام ابو ابراہیم تجیبی سے نقل فرمایا کہ وہ فرماتے ہیں:

واجب علی کل مؤمن متی ذکرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ نفسہ لو کان بین یدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویتأدب بما ادبنا اللہ تعالٰی بہ[3]

ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا ذکر کرے یا حضور کا ذکر اسکے سامنے کیا جائے کہ خضوع و خشوع و وقار بجالائے جسم کا کوئی ذرہ حرکت نہ کرے جس طرح خود حضور انور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے خاص حضوری میں رہتا حضور کا ادب کرے جیسا کہ اللہ تعالٰی نے ہمیں اُس جناب کیلئے مؤدب ہونا سکھایا۔

---

[1] المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط مع ارشاد الساری دار الکتاب العربی بیروت ص ۳۳۷، ۳۳۸

[2] الاختیار لتعلیل المختار فصل فی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۷۶

[3] الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی فصل واعلم ان حرمۃ النبی الخ الشرکۃ الصحافیۃ فی البلاد العثمانیہ ۲/۳۴

علامہ شہاب الدین خفاجی[29] اس کی شرح نسیم الریاض میں اس پر فرماتے ہیں :

یفرض ذٰلك ویلاحظه ویتمثله فکانه عنده[1]

یعنی ذکر شریف کے وقت یہ فرض و ملاحظہ کرے کہ خاص حضوری میں ہوں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کا تصور جما لیا جائے کہ گویا حضور اس کے پاس جلوہ فرما ہیں صلے اللہ تعالے علیہ وسلم۔

فاضل[30] رفیع الدین خان مراد آبادی تاریخ الحرمین میں لکھتے ہیں :

شبے در طواف بودم و ہجوم بسیار بود بخیال خود حضور آنحضرت صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاد کردم و تصور نمودم کہ آں سرور علیہ و آلہ الصلاۃ والسلام و طواف ہستند و جماعۃ صحابہ باآنحضرت طواف میکنند و من بطفیل ایشاں در مجمع حاضرم و روزے پیش باب بیت اللہ ایستادہ دعا میکردم و باخود قصۂ روز فتح یاد کردم و تصور نمودم کہ جناب اقدس نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم در دروازہ ایستادہ اند و صحابہ کرام بحسب مرتبہ و مقام خود در خدمت شریف حاضر اند و کفار قریش ترساں و ہراساں در حضور آمدہ اند و آنحضرت از ایشاں عفو فرمودہ ملاحظۂ ایں حال باعث شد بتوسل از آنجناب و دعا در حضرت عزت جلت عظمتہ برائے مغفرت خود جمیع اقارب و احباب و قضائے حوائج دین و دنیا و نرجوا من اللہ الاجابۃ ان شاء اللہ تعالٰی۔

ایک رات میں طواف کر رہا تھا ہجوم کثیر تھا میں نے اپنے خیال میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کیا اور تصور کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طواف فرما رہے ہیں اور صحابہ کرام کی جماعت بھی حضور کے ساتھ طواف کر رہی ہے اور میں بھی آپ کے طفیل وہاں مجمع میں حاضر ہوں، اور ایک روز میں بیت اللہ شریف کے آگے کھڑا دعا کر رہا تھا کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتح مکہ والا منظر یاد آیا اور تصور کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح کے روز بیت اللہ شریف کے دروازے پر تشریف فرما ہیں اور صحابہ اپنے مراتب کے لحاظ سے اپنی جگہ پر خدمت میں حاضر ہیں اور کفار مکہ ڈرتے ہوئے پریشان آپ کے سامنے آ رہے ہیں اور آپ ان کو معاف فرما رہے ہیں اس تصور کی برکت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے اور اللہ تعالٰی کے دربار میں دعا کے

---

[1] نسیم الریاض فی شرح الشفا للعیاض فصل و اعلم ان حرمۃ النبی الخ ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان ۳/۳۹۶

دوستاں را کجا کنی محروم — سبب تمام اقارب واحباب کی مغفرت اور حاجتیں
تو کہ با دشمناں نظر داری[1] — تمام دنیاوی اور دینی قبول ہونے کی امید ہوئی ان شاء

اللہ تعالٰی، دوستوں کو تو آپ کیا محروم کریں گے آپ تو دشمنوں پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ (ت)

الحمد للہ! یہ سردست تیس نصوص عظیم الفوائد ہیں اور جو باقی رہ گئے وُہ ان سے بہت زائد، پھر منصف کو اس قدر بھی کافی اور مکابر متعسف کو دفتر ناوافی، نسأل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالٰی سے معافی وعافیت مانگتے ہیں۔ ت)

تنبیہ لطیف: یہ تو شاہ عبدالعزیز صاحب کی تقریر سے روشن ہولیا کہ جواز برزخ اطلاق آیات قرآنیہ سے ثابت ومستفاد، اور یہ بھی کہ حضرات اولیاء کا امور طریقت میں مرجع ومسئول اور ان کے ارشادات کا معمول ومقبول ہونا آیہ کریمہ فاسئلوا اھل الذکر کا مفاد اور یہ بھی اُن کے کلام میں اشارۃً اور تقریر معلم ثالث میں صراحۃً گزرا کہ اولیائے طریقت مثل مجتہدان شریعت ہیں اور خود امام الطائفہ نے بھی صراط المستقیم میں ان کا مجتہد فی الطریقہ ہونا تسلیم کیا، حیث قال:

اولیائے کبار از اصحاب طرق کرامات در فن باطن شریعت حاصل کردہ واجتہاد در قواعد اصلاح قلب کہ خلاصہ دین متین ست بہم رسانیدہ بودند[2]

بڑے بڑے اولیائے کرام اور اصحاب طریقت نے فن باطن شریعت میں امامت حاصل کی اور اپنے اجتہاد سے انھوں نے اصلاح قلب کے قواعد عطا کئے جو کہ کتاب وسنّت کا خلاصہ ہیں۔ (ت)

مگر مجھے یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ بطور حضرات نہ صرف جواز برزخ بلکہ اُس کی ترغیب شدید وتحریص اکید اور اس کا اقرب الطرق الی اللہ ہونا خود امام المجتہد شریعت کے صریح وروشن اشاروں سے ثابت ہولیا پُوچھئے وہ کیونکر، ہاں وہ یوں کہ کلمات مذکورہ جناب شیخ مجدد صاحب پر پھر نظر ڈالئے، دیکھئے یہ باتیں اُن میں صاف صریح موجود ہیں یا نہیں، جب دیکھ لیجئے تو اب جناب مرزا مظہر جان جاناں صاحب کا کلام سُنئے جنھیں سُن چکے کہ امام الطائفہ کے جد وفرجد جناب شاہ ولی اللہ صاحب کیسا کچھ جانتے تھے وہ تصریح فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد نہ فقط طریقت میں مجدد بلکہ شریعت میں بھی امام مجتہد تھے مکتوب پانزدہم میں لکھتے ہیں:

---

[1] تاریخ الحرمین رفیع الدین مراد آبادی
[2] صراط مستقیم باب اول فصل ثانی ہدایت رابعہ افادہ ۵ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۴۲

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ نائبِ کامل آنحضرت اند بنائے طریقۂ خود را بر اتباعِ کتاب وسنت گزاشتہ اند وعلماء در اثبات رفع سبابہ رسالہا مشتمل بر احادیث صحیحہ و روایاتِ فقہیۂ حنفیہ تصنیف کردہ اند تا بجائیکہ حضرت شاہ یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ فرزند اصغر حضرت مجددؒ نیز دریں باب رسالہ تحریر نمودہ اند و در نفی رفع یک حدیث بہ ثبوت نرسیدہ و ترک رفع از جناب حضرت مجدد بنا بر اجتہاد واقع شدہ وسنت محفوظ از نسخ بر اجتہاد مجتہد مقدم ست۔[1]

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل نائب ہیں انھوں نے کتاب وسنت کی پیروی میں اپنے طریقہ کے قواعد بنائے اور علمائے کرام احادیث صحیحہ اور منتخب حنفی روایات پر مشتمل رسائل رفع سبابہ کے مسئلہ کے اثبات میں لکھے حتی کہ مجدد صاحب کے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مسئلہ کے اثبات میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا اور لکھا کہ رفع سبابہ کی نفی میں ایک حدیث بھی پایۂ ثبوت کو نہ پہنچی اور ترک رفع سبابہ پر حضرت مجدد صاحب نے جو لکھا وُہ ان کے اجتہاد پر مبنی ہے جبکہ غیر منسوخ سنّت مجتہد کے اجتہاد پر مقدم ہوتی ہے۔ (ت)

عہ جاناں ایں سخن مرزا صاحب بر اجتہادِ خود گفتہ باشند ورنہ ملاحظہ مکتوبات حضرت مجدد گواہ عادل ست کہ ترکِ رفع محض بر بنائے تقلید ائمہ حنفیہ فرمودہ اند وآنہم بجردِ تقدیم ظاہر الروایہ بر نوادر و ترک اتباع احادیث صحیحہ صریحہ کثیرہ بمقابلہ روایت ظاہرہ فقہیہ ایں بار رسالہ الکوکبۃ الشھابیۃ ویدنی وار دلعونہ تعالٰی بر وہابیہ لھابیہ آتشِ قہرے بارد وباللہ التوفیق ۱۲۔

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کا یہ کلام اپنے اجتہاد پر مبنی ہے ورنہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کو ملاحظہ کرنے پر واضح گواہی ملتی ہے کہ رفع سبابہ کا ترک خالص امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تقلید پر مبنی ہے کہ مذہب کی ظاہر روایت نوادر کے مقابلہ میں اور صریح صحیح احادیث کی اتباع کی بجائے فقہی ظاہر روایت کو مقدم رکھا جاتا ہے، تیرے رسالہ الکوکبۃ الشھابیۃ کا یہ مقام دیکھنا چاہئے وہابیوں پر وہ آتشِ قہر ہے وباللہ التوفیق ۱۲۔ (ت)

---

[1] کلمات طیبات فصل دوم مکاتیب مرزا مظہر جانجاناں مکتوب پانزدہم مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۸

اب امام الطائفہ وغیرہ منکرین جنھیں نہ طریقت میں لیاقت نہ شریعت میں مہارت، بھلا منصف تجدید واجتہاد تو بڑی بات ہے ولی مجدد و امام مجتہد کے مقابل ایسوں کی زق زق کون سنتا ہے اگرچہ ع

مغزِ ما خورد وحلقِ خود بدرید ؂

(ہمارا مغز کھا لیا اور اپنا گلا پھاڑ لیا)

تنبیہ الطف: یہاں تک تو امام مجتہد ہی کے قول سے ثبوت تھا امام الطائفہ کے ایمان پر خود ایک معصوم صاحبِ وحی کی نصِ جلی سے جواز برزخ ثابت۔ اب زیادہ توجہ کیجئے گا کہ یہ کیا مگر امام الطائفہ کی سُنی ہوتی تو تعجب نہ آتا وہ صراط المستقیم میں تصریح کرتا ہے کہ اولیاء میں جو حکیم ہوتا ہے جسے صدیق و امام و وصی بھی کہتے ہیں اُس پر خدا کے یہاں سے وحی آتی ہے اسے نہ صرف بعض احکام کونیہ غیب و شہادات و معاملات جزئیہ سلوک و طریقت بلکہ خاص احکام کلیہ شریعت وملت بے واسطۂ انبیاء بھی پہنچتے ہیں وہ انبیاء کا ہم استاذ ہوتا ہے وہ انبیاء کی مثل معصوم ہوتا ہے اُس پر خاص امور شرعیہ میں کچھ تقلید انبیاء مطلقاً ضرور نہیں بلکہ ایک وجہ سے وہ خود محقق ہوتا ہے اس کا علم جسے حکمت کہتے ہیں علمِ انبیاء سے اصلاً کم نہیں ہوتا صرف اتنا فرق ہے کہ انبیاء پر علانیہ وحی آتی ہے اور اس پر پوشیدہ، قال:

پوشیدہ نخواہد ماند کہ صدیق من وجہ مقلد انبیاسے باشد ومن وجہ محقق در شرائع علوم کلیہ شرعیہ او را بدو واسطہ مے رسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام، پس در کلیاتِ شریعت و حکم احکام ملت او را شاگرد انبیاء ہم مے تواں گفت و ہم استاذ انبیاء ہم و نیز طریقہ اخذ آں ہم شعبہ ایست از شعب وحی کہ آں را در عرف شرع بنفث فی الروح تعبیر می فرمایند و بعضے اہل کمال آں را بوحی باطنی مے نامند ہمیں معنی را بامامت و وصایت تعبیر می کنند و

پوشیدہ نہ رہے کہ صدیق من وجہ انبیاء کا مقلد ہوتا ہے اور من وجہ شریعت میں محقق ہوتا ہے علوم شرعیہ کلیہ اس کو دو ذریعوں سے حاصل ہوتے ہیں ایک بذریعہ فطری نور اور دوسرا بذریعہ انبیاء علیہم السلام، لہٰذا اس کو شریعت کے کلیات اور احکام کے حکم میں انبیاء کا شاگرد کہہ سکتے ہیں اور انبیاء کا استاذ بھی، نیز اُن کا طریقہ اخذ بھی وحی کی طرح ہوتا ہے اس کو عرف شرع میں نفث فی الروح سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض اہل کمال اس کو باطنی وحی قرار دیتے ہیں اسی معنی میں اس کو امامت اور وصایت سے تعبیر کرتے ہیں اور

علم ایشاں راکہ بعینہٖ علم انبیاء ست لیکن بوحی ظاہر متلقی نشدہ بحکمت مے نامند، لابد او را محافظے مثل محافظت انبیاء کہ مسمّی بعصمت ست فائز مے کنند و ایں حفظ نصیبۂ انبیاء و حکماء ست وہمیں را عصمت نامند۔ ندانی کہ اثبات وحی باطن حکمت و وجاہت و عصمت مرغیر انبیاء را مخالف سنّت واز جنس اختراع بدعت ست ندانی کہ ارباب ایں کمال از عالم منقطع شدہ اند[1] اھ ملتقطا۔

اس کا علم بعینہ انبیاء کا علم ہوتا ہے لیکن ظاہری وحی نہیں پاتا اس کو حکمت کہتے ہیں اسی لئے انبیاء کی طرح اس کو حفاظت حاصل ہوتی ہے جس کو عصمت کہتے ہیں جو انبیاء اور حکماء کو نصیب ہوتی ہے، یہ نہ سمجھنا کہ وحی باطن اور حکمت، وجاہت اور عصمت غیر انبیاء کے لئے ثابت کرنا سنت کے خلاف اور نئی اختراع ہے اور بدعت ہے اور یہ بھی نہ سمجھنا کہ اس کمال کے لوگ دنیا سے ختم ہوچکے ہیں اھ ملتقطا۔ (ت)

صراط مستقیم معوج و نامستقیم چھپی نہیں چھپی ہے مطبوع مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۸۵ھ کے آخر صفحہ ۳۸ سے ثلث صفحہ ۴۲ تک ان کفریات شنیعہ و رفضیات فظیعہ کا جوش دیکھ لیجئے خیر ان کی اصطلاح شیطانی پر حکیم و حکمت کے معنے تو معلوم ہولئے کہ حکمت یہی علوم صدیقیت ہیں جو ان باطنی ساختہ نبیوں کو بذریعہ وحی نہانی ملتے ہیں۔

اب ملاحظہ ہو کہ یہیں اسی بحث میں شاہ ولی اللہ صاحب کو نرا حکیم بلکہ سید الحکماء کہا حیث قال:

ایں صدیقیت را جناب سید الحکماء و سید العلماء اعنی الشیخ ولی اللہ بقرب الوجود تعبیر میفرمایند[2]۔

اس صدیقیت کو جناب سید الحکماء و سید العلماء جس سے مراد شاہ ولی اللہ ہیں، قرب الوجود سے تعبیر کرتے ہیں۔ (ت)

اب کیا شک رہا کہ ان کے ایمان پر شاہ صاحب بھی (استغفر اللہ) انھیں چھپے رسولوں بوڑھے معصوموں میں ہیں اور ان کے علوم بھی وحی نہانی سے اُن پر اُترے اور اُن کی سُن چکے کہ وہ انتباہ وغیرہ میں مثالی برزخ کی کیسی کیسی تجویز و تحسین و تعلیم و تلقین کرتے ہیں پھر اس کا انکار نہ ہوگا مگر اپنے ساختہ پیغمبر کا رَد کرکے اپنے طور پر کافر ہوجانا غایت یہ کہ ظاہری پیغمبر کا منکر کھلا کافر اور نہانی کا منکر ڈھکا کافر، والعیاذ باللہ رب العٰلمین العزۃ للہ، ان حضرات نے بات بات پر مسلمانوں کو کافر مشرک بنایا یہاں تک کہ

---

[1] صراط مستقیم باب اول فصل ثانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۳ تا ۳۶

[2] " " " " " ص ۳۵

ان کے مذہب پر صلحاء و تابعین درکنار ان کے ساختہ پیغمبروں سے ہمارے سچے رسولوں تک کوئی ارتکابِ شرک سے محفوظ نہ رہا یہ اس کی سزا ہے کہ ہر جگہ اپنے منہ آپ کافر ٹھہرتے ہیں کہ کردونیا فت کما تدین تدان ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز المنان (جیسا کرے گا بدلہ دیا جائے گا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز المنان۔ ت) مولٰی تعالٰی صدقہ اپنے محبوبوں کا دینِ حق پر قائم رکھے اور ملّت و سنّتِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر دُنیا سے اٹھائے آمین!

الحمدُ للہ کہ یہ مختصر جواب مظہر صواب اوائل جمادی الآخر ۱۳۰۹ھ میں مرتب اور بلحاظ تاریخ "الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ" ملقب ہوا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولٰنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین آمین الحمد للہ رب العٰلمین، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
محمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مولوی نقی علی خاں قادری ۱۳۰۱ھ
احمد رضا خاں

مسئلہ ۱۸۸: مرسلہ منشی عبداللہ حسن قلعہ بھنگیاں امرتسر رجب ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص اپنے مریدوں سے اشعار ذیل سُنے اور سُن کر خوش ہو بلکہ تمغاء انعام دے ایسا شخص لائق بیعت ہے یا نہیں؟ خدا رسیدہ ہے یا نفس کا مطیع؟ اہلسنت ہے یا اہلِ بدعت؟ اشعار یہ ہیں: ؎

آفتاب چرخ علم و فضل شمس العارفین — قبلۂ عالم سراج المتقین شاہِ جہاں
سید السادات مطلوب علی شیرِ خدا — عاشق محبوب رب العالمین فخرِ زماں
ماہر علم لدنی واقفِ اسرارِ غیب — قطبِ عالم غوثِ اعظم وارثِ پیغمبراں
کس طرح اہلِ جہاں پر راز اُن کا کُھل سکے — راز داں اُن کا خدا ہے وہ خدا کے راز داں
اولیا ہونے کو دُنیا میں بہت ہیں اولیاء — ان کی صورت ان کی سیرت انکی عادت کا کہاں
کچھ عجب ہیں یہ بھی حُسن و عشق کے راز و نیاز — مدح خواں ان کا خدا ہے وہ خدا کے مدح خواں

الجواب

حُبّ ثنا غالباً خصلتِ مذمومہ ہے اور کم از کم کوئی خصلت محمودہ نہیں اور اس کے عواقب خطرناک ہیں، حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حب الثناء من الناس یعمی ویصم۔ ستائش پسندی آدمی کو اندھا بہرا کر دیتی ہے۔

رواہ فی مسند الفردوس[1] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

(اس کو مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے روایت کیا گیا ہے۔ ت)

اور اگر اپنی جھوٹی تعریف کو دوست رکھے کہ لوگ اُن فضائل سے اس کی ثناء کریں جو اس میں نہیں جب تو صریح حرام قطعی ہے۔

قال اللہ تعالٰی لاتحسبن الذین یفرحون بما اتوا و یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنّھم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم[2] والعیاذ باللہ تعالٰی۔

(اللہ تعالٰی نے فرمایا:) ہرگز گمان نہ کرنا اُن کو جو اپنے کئے پر خوش ہوتے اور دوست رکھتے ہیں کہ بے کئے پر سراہے جائیں تو زنہار انھیں عذاب کے بچاؤ کی جگہ نہ گمان کرنا اور ان کے لئے دردناک مار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی (ت)

ہاں اگر تعریف واقعی ہو تو اگرچہ تاویل معروف ومشہور کے ساتھ، جیسے شمس الائمہ و فخر العلماء و تاج العارفین و امثال ذٰلک (اماموں کے آفتاب، اہل علم کے لئے فخر، اور عارفوں کے تاج۔ اور اسی قسم اور نوع کے دوسرے توصیفی کلمات (جو ممدوح کی تعریف و توصیف ظاہر کریں)۔ ت) کہ مقصود اپنے عصر یا مصر کے لوگ ہوتے ہیں اور اس پر اس لئے خوش نہ ہو کہ میری تعریف ہو رہی ہے بلکہ اس لئے کہ ان لوگوں کی ان کو نفع دینی پہنچائے گی سمع قبول سے سُنیں گے جو ان کو نصیحت کی جائے گی تو یہ حقیقۃً حبّ مدح نہیں بلکہ حبّ نفع مسلمین ہے اور وہ محض ایمان ہے واللہ یعلم المفسد من المصلح[3] (اور اللہ تعالٰی اصلاح کرنے والے، بگاڑ کرنے والے سے جانتا ہے۔ (یعنی وہ جانتا ہے کون مصلح اور کون مفسد ہے)۔ ت) طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ میں ہے:

سبب حب الریاسۃ ثلٰثۃ ثانیھا التوسل بہ الی تنفیذ الحق واعزاز الدین واصلاح الخلق فھٰذا ان خلا عن المحذور کالریاء والتلبیس و ترک الواجب

ریاست کی چاہت اور محبت کے تین اسباب ہیں؛ دوسرا یہ ہے کہ اقتدار اس لئے چاہتا ہے تاکہ اس کی وجہ سے نفاذِ حق، اعزازِ دین اور لوگوں کی اصلاح کرسکے۔ اگر یہ ممنوع امور مثلاً ریاء، تلبیس۔ اور واجب اور سنّت کے چھوڑنے سے

[1] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۲۷۲۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲/۲
[2] القرآن الکریم ۱۸۸/۳
[3] القرآن الکریم ۲۲۰/۲

والسنۃ فجائز بل مستحب، قال اللہ تعالٰی عن العباد الصالحین واجعلنا للمتقین اماما[1] اھ ملتقطا۔

خالی ہو تو نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب (موجب اجر وثواب ہے)، چنانچہ اللہ تعالٰی نے نیک بندوں کی حکایت بیان فرمائی (کہ وہ بارگاہِ رب العزت میں عرض گزار ہوتے ہیں) اے پروردگار! ہمیں پرہیزگار اور ڈرنے والے لوگوں کا امام (یعنی پیشوا) بنادے۔ چیدہ اور منتخب عبارت مکمل ہوگئی۔ (ت)

اور جب معاملہ نیت پر ٹھہرا اور دلوں کا مالک اللہ عزوجل ہے تو اُس شخص کے حالات پر نظر لازم ہے اگر بے شرع ہے معاصی میں بیباک ہے یا جاہل بے ادراک ہے اور شوق پیری میں انہماک ہے تو خود ہی اس کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں اور اب اس کا ان تعریفوں پر خوش ہونا ضرور قسم دوم میں ہے جسے قرآن عظیم میں فرمایا کہ اُنھیں عذاب سے دُور نہ جانیو اُن کے لئے دردناک سزا ہے۔ اور اگر ایسا نہیں بلکہ سُنّی صحیح العقیدہ صالح الاعمال متصل السلسلہ ہے خلق اللہ کو حق کی طرف دعوت کرتا منکرات سے روکتا باز رکھتا ہے تو ضرور قابلِ بیعت ہے اور اب اُس کے فعل مذکور کو اسی محمل حسن پر حمل کرنا فرض، اور اس پر بدگمانی حرام ہے۔

قال اللہ تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم[2]

(اللہ تعالٰی نے فرمایا:) اے مسلمانو! بہت گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب[3]، الحدیث۔

(رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:) گمان سے دُور بھاگو کہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے، الحدیث۔

پھر بھی اُسے چاہئے کہ اظہارِ تواضع میں کمی نہ کرے مُریدوں کو اس پر انعام تمغے دے کر اور زیادہ برانگیختہ نہ کرے، لوگوں کو اپنے اوپر بدگمانی کی راہ نہ دے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے

---

[1] الطریقۃ المحمدیۃ باب حب الناس لعی ویصم مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۱/۵۴-۱۵۳
الحدیقۃ الندیۃ حب الریاسۃ الدنیویۃ ھو الخلق الثالث مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۴۲-۴۴۱

[2] القرآن الکریم ۴۹/۱۲

[3] صحیح البخاری کتاب الوصایا ۱/۳۸۴ و کتاب الفرائض ۲/۹۹۵ قدیمی کتب خانہ کراچی
صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظن ۲/۳۱۶ و جامع الترمذی ابواب البر باب ما جاء فی سوء الظن ۲/۲۰

اپنی نعت کریم کے قصائد سُنے اور اُن پر انعام عطا فرمائے اس پر قیاس نہ کرے خاک کو عالم پاک سے نسبت نہ دے اُن کی تعظیم اُن کی محبّت، اُن کی ثنا، اُن کی مدحت سب عین ایمان ہے اور اس کا اظہار و اعلان فرض اہم اور اُن کا ذکر عین ذکرِ الٰہی، اُن کی ثنا عین حمدِ الٰہی۔ امیر المومنین خلیفۂ راشد سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور ایک شاعر حاضر ہوا کہ میں نے حضرت کی مدح میں کچھ اشعار کہے ہیں، فرمایا میں سُننا نہیں چاہتا، عرض کی نعت شریف میں کچھ عرض کیا ہے، فرمایا سناؤ ایسے ائمہ راشدین کا اتباع کرے خصوصاً قطب عالم غوث اعظم جیسے الفاظ کہ غالباً وُہ اپنے وجدان سے ان الفاظ کو اپنے لئے صادق نہ جان سکے گا۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ والتوفیق لاتباع اقوام طریق (ہم اللہ تعالٰی سے معافی صحت اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق مانگتے ہیں۔ ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۸۹ مرسلہ عبدالغفور صاحب جمعدار اسٹیشن سورون ضلع ایٹہ ۲۱ جمادی الاولٰی ۱۳۳۲ھ

گزارش یہ ہے کہ قادریہ میں سے سدا سہاگن ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوسکتا ہے تو کیا چیز پہننے کا حکم ہے؟ فقط

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس مرد پر کہ عورتوں کی وضع بنائے۔ قادریہ چشتیہ کسی فرقہ کا کوئی شخص سدا سہاگن نہیں بن سکتا سب کو حرام ہے، اللہ و رسول کا حکم عام ہے، بعض مجذوبین قدست اسرارہم نے جو کچھ بحالِ جذب کیا وہ سند نہیں ہوسکتا، مجذوب عقل و ہوشِ دنیا نہیں رکھتا، اُس کے افعال اُس کے ارادہ و اختیار صالح سے نہیں ہوتے وہ معذور ہے ؎

ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

؎ کہ سلطاں نگیرد خراج از خراب

(کیونکہ بادشاہ غیر آباد اور ویران زمین سے ٹیکس نہیں لیتا۔ ت)

واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۹۰ از شیر گڈھ ضلع بریلی تحصیل بہیڑی ڈاکخانہ خاص در مدرسہ مرسلہ مسمّی عظیم اللہ نائب مدرس ۳ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ علی رسولہ محمد و الہ و	ہر تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے، اور اس کے رسول محمد کریم پر نزولِ رحمت ہو اور اُن کی تمام آل اور سب

اصحابہ اجمعین۔ ساتھیوں پر بارانِ رحمت ہو۔ (ت)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص داڑھی اور مونچھیں اور بھنویں منڈائے ہوئے ہو تو مسلمانوں کو ایسے شخص کا مرید ہونا چاہیئے یا نہیں؟ اور جو شخص داڑھی مونچھ منڈائے ہو اور کانوں میں مُندرے پہنے ہو تو اُس کا بھی مرید ہونا چاہیئے یا نہیں؟ اور جو شخص گیسو دراز ہو اور گیسو اسکے مقامِ ہنسلی سے نیچے ہوں تو ایسے شخص کا بھی مرید ہونا چاہیئے یا نہیں یعنی یہ تینوں شخص قابلِ پیشوائی ہیں یا نہیں؟ بیّنوا توجروا (بیان فرماؤ اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

داڑھی منڈانا حرام ہے، بھنویں منڈانا حرام ہے، مرد ہو کر کانوں میں مُندرے پہننا حرام ہے، شانوں سے نیچے ڈھلکے ہُوئے عورتوں کے سے بال رکھنا حرام ہے، مرد کو زنانی وضع کی کوئی بات اختیار کرنا حرام ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اُس پر لعنت فرمائی ہے، اور جو اللہ و رسول کا ملعون ہو پیشوا نہیں ہو سکتا اس کا مرید ہونا حرام۔ عجائبات سے ہے کہ عورت کے رحم میں دو خانے ہیں دہنا خانہ لڑکے کے لئے اور بایاں لڑکی کے واسطے، اور نطفہ مرد کا غالب آئے تو لڑکا اور عورت کا غالب پڑا تو لڑکی بنتی ہے، پھر اگر مرد کا نطفہ غالب آیا اور رحم کے سیدھے خانے میں پڑا تو لڑکا ہوگا، ظاہر و باطن مرد اور عورت کا نطفہ غالب آیا اور رحم کے بائیں خانے میں پڑا تو لڑکی ہوگی، ظاہر و باطن عورت اور اگر نطفہ مرد کا غالب آیا اور رحم کے بائیں خانے میں گرا تو ہوگا صورت میں لڑکا، مگر دل میں زنانہ۔ اسے داڑھی منڈانے، گہنا پہننے، ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے، عورتوں کے سے بال بڑھا کر چوٹی گندھوانے یا جُوڑا باندھنے یا بکھرے ہوئے رکھنے، کلیوں دار غرارہ دار پائچے پہننے، سرخ نیفہ ڈالنے وغیرہ وغیرہ کسی زنانی وضع کا شوق ہوگا اور اس حالت میں مرد کا نطفہ خفیف غالب تھا تو بالکل زنانہ زنخہ بن جائے گا اور اگر نطفہ عورت کا غالب آیا اور رحم کے دہنے خانے میں گرا تو ہوگی صورت میں لڑکی مگر دل میں مردانی۔ اُسے انگرکھا پہننے، ٹوپی رکھنے، عمامہ باندھنے، گھوڑے پر چڑھنے، تلوار اُٹھانے، تیراندازی کرنے، مردانہ جُوتا پہننے وغیرہ وغیرہ کسی مردانی وضع کا ذوق ہوگا، بہرحال یہ دونوں خانے بہکے ہُوئے اللہ و رسول کے ملعون ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن اللہ المتشبھات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء۔ اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر کہ مردوں کی وضع بنائیں اور اُن مردوں پر کہ عورتوں کی وضع اختیار کریں۔

رواہ احمد[1] والبخاری وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ (مسند احمد، بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی سند سے اس کو روایت کیا ہے۔ ت)

حضور نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا کہ ایک عورت کو کمان کندھے میں لٹکائے دیکھا رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر[2] (امام طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں اس کو روایت فرمایا۔ ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن اللہ الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل۔ رواہ ابوداؤد[3] والنسائی وابن ماجۃ والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بلفظ لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

اللہ کی لعنت اُس مرد پر کہ عورتوں کے پہننے کی چیز پہنے اور اُس عورت پر کہ مردوں کے پہننے کی چیز استعمال کرے (ابوداؤد، سنن نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے الفاظ "رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی" سے اس کو روایت کیا۔ ت)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے عرض کی گئی، فلاں عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے، فرمایا:

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الرجلۃ من النساء[4]۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس عورت پر کہ مردانی وضع لے۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۳۳۹
صحیح البخاری کتاب اللباس باب المتشبھین بالنساء والمتشبہات بالرجال قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۸۷۴
سُنن ابی داؤد " باب فی لباس النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۱۰
جامع الترمذی کتاب الادب باب ما جاء فی المتشبہات بالرجال الخ امین کمپنی دہلی ۲/۱۰۲
سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب فی المخنثین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸

[2] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر کتاب الادب باب فی المتشبھین من الرجال الخ دار الکتاب بیروت ۸/۱۰۳-۱۰۴

[3] سُنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۱۰

[4] " " " " " " " " ۲/۲۱۰

ان حدیثوں سے ثابت ہُوا کہ کسی ایک بات میں بھی مرد کو عورت، عورت کو مرد کی وضع لینی حرام وموجب لعنت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے گیسو انتہا درجہ شانہ مبارک تک رہتے، بس یہیں تک حلال ہے آگے وہی زنانہ خصلت ہے بلکہ علما نے اس سے بھی ہلکی بات میں مشابہت پر وُہی حکم لعنت بتایا۔ درمختار میں ہے:

غزل الرجل علی ھیأۃ غزل المرأۃ یکرہ[1] — کسی مرد کا کسی عورت کے بال گوندنے کی طرح اور اسکی ہیئت پر بال گوندنا مکروہ (ناپسندیدہ) فعل ہے (ت)

ردالمحتار میں ہے:

لما فیہ من التشبہ بالنساء وقد لعن علیہ الصلوٰۃ والسلام والمتشبھین والمتشبھات[2] — اس لئے کہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان مردوں پر لعنت فرمائی (جو عورتوں سے) مشابہت اختیار کریں، اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں۔ (ت)

فتح القدیر و درمختار میں ہے:

اما الاخذ منھا (ای من اللحیۃ) وھی دون ذلک (ای القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد واخذ کلھا فعل یھود الھند ومجوس الاعاجم[3]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ — لیکن داڑھی تراشنا جبکہ مُشت بھر سے کم ہو جیسا کہ بعض مغاربہ (مغربی باشندے) اور زنانہ وضع کے مرد کیا کرتے ہیں پس اہل علم میں سے کسی عالم نے اس کو مباح نہیں فرمایا اور پوری داڑھی مونڈنا تو یہ ہند کے یہودیوں اور عجمی آتش پرستوں کا فعل اور طریقہ ہے (جو بالکل ناجائز ہے)۔ (ت)

مسئلہ ۱۹۱ و ۱۹۲ از شیر گڑھ تحصیل بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ عظیم اللہ نائب مدرس ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) جو اشخاص بوجہ لاعلمی کے خلافِ شرع پیر مثل داڑھی مُنڈا اور کانوں میں مُندرے پہنے ہوئے اور

---

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۵۳
[2] ردالمحتار " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۷۳
[3] درمختار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم ومالا یفسد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۵۲
فتح القدیر " باب ما یوجب القضاء والکفارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۲۷۰

گیسو دراز کے مرید ہو چکے ہوں اُن کی بیعت جائز ہوگی اور اُن کو جائے دیگر بیعت ہونے کا حکم ہے یا نہیں ؟

(۲) جس پیر کے یہاں قوالی مع مزامیر ہوتی ہو اور اپنے مریدوں کو بھی اسی جلسہ میں شامل کراکے راگ مع مزامیر سنواتا ہو تو ایسے پیر کا مرید ہونا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب

(۱) فاسق کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں، اگر کرلی ہو فسخ کرکے کسی پیر متقی، سُنّی، صحیح العقیدہ، عالمِ دین، متصل السلسلہ کے ہاتھ پر بیعت کرے۔

(۲) مزامیر جائز نہیں، حضور سیدنا سلطان المشائخ نظام الحق والدین سردار سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں، "مزامیر حرام ست[1]" (مزامیر حرام ہے۔ ت) ایسے شخص سے بیعت کا حکم ہے جو کم از کم یہ چاروں شرطیں رکھتا ہو :

اوّل سُنّی صحیح العقیدہ ہو۔

دوم علمِ دین رکھتا ہو۔

سوم فاسق نہ ہو۔

چہارم اس کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک متصل ہو۔

اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہے تو اس کے ہاتھ پر بیعت کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹۳ بمقام بریلی صدر بازار چھاؤنی رسیدہ پاس مظہر حسین کے پہنچے بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بزرگ سے خاندانِ قادریہ میں بیعت ہے اور اس کی طبیعت خاندان چشتیہ صابریہ میں بھی بیعت ہونے کو چاہتی ہے اور اس کا پیر صرف خاندانِ قادریہ میں بیعت کرتا ہے اور کسی دوسرے خاندان چشتیہ صابریہ وغیرہ میں بیعت نہیں کرتا، اگر زید کسی دوسرے بزرگ سے خاندان چشتیہ صابریہ میں بیعت ہو جائے اور نیز اس کا پیر زندہ ہو تو ایسی صورت کچھ حرج تو نہیں ہے ؟ زید کا خیال ہے کہ وہ دونوں پیروں کو برابر سمجھے گا اور حسبِ معمول دونوں شجرے پڑھے گا اور دونوں پر عمل کرے گا۔

الجواب

اکابر فرماتے ہیں ایک شخص کے دو باپ نہیں ہوسکتے، ایک وقت میں ایک عورت کے دو شوہر

---

[1] فوائد الفواد

نہیں ہوسکتے ایک مرید کے دو پیر نہیں ہوسکتے، یہ وسوسہ ہے اس پر عمل نہ کیا جائے، یک درگیر محکم گیر (ایک ہی دروازہ پکڑو مگر پکڑو مضبوطی سے۔ ت)، پریشان نظری والا کسی کی طرف سے فیض نہیں پاتا۔ حدیث میں ارشاد ہوا:

من رزق فی شیئ فلیلزمہ[1] جس کو کسی چیز میں (یعنی اس کے سبب سے) رزق دیا جائے تو چاہئے کہ اس پر لزوم اختیار کرے (ت)

قرآن عظیم کی آیت بھی اسی معنی کا افادہ فرماتی ہے جو کارڈ پر نہیں لکھی جاسکتی۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹۴: مسئولہ جناب حکیم معقیم الدین صاحب بہیڑی ضلع بریلی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مسلمان متقی تصور سے بذریعہ میز کہ سہ پایہ ہوتی ہے اور تختہ پر اس کے کچھ آیات قرآن عظیم کی مع تسمیہ لکھی ہوتی ہیں اور میز مذکورہ کے تینوں پایوں پر حروف تہجی لکھے ہوتے ہیں ارواح مسلمانان سے اور اس طرح بات چیت کرتا ہے کہ زید اور چار پانچ اشخاص مسلمان نمازی میز کے آس پاس کرسیوں وغیرہ پر حلقہ باندھ کر آنکھیں بند کرکے مکان پاک صاف میں کہ خالی از عوام ہوتا ہے میز پر ہاتھ رکھ کر جس روح کو میز میں بلانا ہوتا ہے تصور کرتے ہیں کہ فلاں شخص کی روح میز میں داخل ہوئی اور زید کہ تسبیح:

سبحان ذی الملك والملکوت سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والھیبۃ والقدرۃ والکمال والجمال والکبریاء والجبروت سبحان الملك الحی الذی لاینام ولا یموت سبوح قدوس ربنا ورب الملئکۃ والروح۔

اللہ تعالٰی ہر عیب اور نقص سے پاک ہے جو چھوٹی اور بڑی بادشاہی رکھنے والا ہے (الملك والملکوت) (۱) بادشاہی (۲) بڑی بادشاہی، جیسا کہ لغت وغیرہ میں مرقوم ہے۔ اللہ پاک ہے جو عزت والا، بزرگی والا، رعب، طاقت، کمال، جمال اور بڑائی رکھنے والا ہے (الجبروت) تسلط رکھنے والا، قدرت اور عظمت والا ہے۔ پاک ہے وہ بادشاہ جو ہمیشہ ہمیشہ زندہ ہے جو کبھی سوتا نہیں اور نہ اس پر کبھی موت طاری ہوتی ہے۔ بڑا منزّہ اور بعید پاک ہے۔ اور وہ ہم سب کا پروردگار ہے۔ تمام فرشتوں اور حضرت جبریل کا بھی پروردگار ہے۔ (ت)

کا عامل ہے۔ وقت حلقہ زید اس تسبیح کی تلاوت کرتا ہے اس اثنا میں میز کا پایہ اٹھتا ہے تو سوال کیا جاتا ہے جو کچھ سوال کرنا ہوتا ہے پایوں کے ذریعہ سے اگر روح پڑھی ہوتی ہے تو حروف تہجی سے کہ میز کے پایوں پر لکھے ہوتے ہیں ان کے ذریعہ سے بتلاتی ہے اور ان پڑھ روح سے کلام بہت دشواری سے ہوتا ہے اور بعض روح تو

---

[1] کنز العمال برمذہب عن انس حدیث ۹۲۸۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۴/ ۱۹

بہت کچھ بیان کرتی ہیں یہاں تک جو کچھ اُس پر عذاب اور ثواب بعد مرنے کے ہوتا ہے بتلا دیتی ہے اور اپنے گھر وغیرہ کی کیفیت بھی بیان کر دیتی ہے اور اکثر اتفاق ایسا ہوا کہ جو کچھ کسی نے پڑھ کر بخشا وہ بھی بتلا دیا تو کیا ایسی میز سے کسی قسم کی قباحت از رُوئے شرع شریف لازم آتی ہے کیونکہ ظاہر میں کوئی فعل خلاف نہیں معلوم ہوتا۔ بینوا توجروا (بیان فرماؤ تاکہ اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

اگر اس کی حقیقت اسی قدر ہے تو فی نفسہٖ اُس فعل میں حرج نہیں معلوم ہوتا جبکہ رُوحوں کا بلانا واقعیت رکھتا ہو اور یہ بظاہر دشوار معلوم ہوتا ہے جو ارواح معذب و محبوس ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ اُن کا آنا کیا معنی اور جو ارواح طیبہ معظلہ ہیں اُن کا یُوں بلانا سُوءِ ادب سے خالی نہیں، ہوتا بظاہر اُس عامل کے صرف تصور کا تصرف ہوتا ہے اس تقدیر پر اُسے ارواح کی طرف نسبت کرنا کذب اور دھوکا اور محض ناجائز ہوگا اس کا امتحان بہت آسان ہے جن علوم سے یہ عامل آگاہ نہ ہو اُن کے کسی جاننے والے کی روح بلائے اور اُن علوم کا سوال کیجئے مثلاً ہندسہ و ہیأت کے واسطے نصیر طوسی کی رُوح بلائے اگر وُہ دقائق علوم ہندسہ کا جواب دے دے جن سے یہ عامل ناواقف ہو تو احتمال صدق ہو سکتا ہے اگرچہ دوسرا احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معلم الملکوت کا کوئی کرشمہ ہو اور اگر جواب نہ دے سکے تو مکر کا ظاہر ہے بعض اوقات تجربہ ہوا ہے کہ میز نے وہی جواب دیئے جو عامل کے علم میں ہیں اس سے زیادہ کچھ میز نہ بتا سکی، بالجملہ اس سے احتراز ہی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۵ مولوی نذیر احمد صاحب ساکن سموہان پرگنہ نواب گنج بریلی مورخہ ۲ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ عظام مسئلہ ذیل میں، مرد نمازی اور صالح ناخواندہ کی بیعت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اور اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

ناجائز ہے کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔ واللہ تعالٰے اعلم

مسئلہ ۱۹۶ از فیض آباد مسجد مغل پورہ مرسلہ شیخ اکبر علی مؤذن و مولوی عبد العلی ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

اگر پیر کی اولاد کسی دنیا کے معاملات میں ناخوش ہو اور اس کی کشیدگی کا اثر عورت پر ہو اور مرید یہ کہتا ہے کہ اگر میں قصوروار سمجھا گیا تو میں معافی مانگتا توبہ کرتا ہُوں کوئی خواہش دُنیا میں تلقین کیجئے صراط مستقیم کی تلاش ہے تو اس کی دشمنی اُس مرید کو زیادہ اشتعال و طیش دلا کر گمراہ کیا جاتا ہے یہ جائز ہے؟

الجواب

سوال بہت مجمل ہے، کیا دُنیا کا معاملہ اور کیا وجہ کشیدگی، اور کس عورت پر اثر، اور کیا اشتعال و

طیش دلایا، جب تک مفصل نہ معلوم ہو یہ ظاہر نہیں ہوسکتا کہ کس کا قصور ہے، مرید اشتعال وطیش کیلئے نہیں بنایا گیا اور معافی تقصیر میں کبھی تاخیر ہی مصلحت ہوتی ہے، جیسے حضرت کعب بن مالک اور اُن کے دونوں ہمراہیوں کے ساتھ پچاس شب تک کی گئی حتی ضاقت علیهم الارض بما رحبت[1] یہاں تک کہ اتنی وسیع زمین اُن پر تنگ ہوگئی۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹۷ از شہر کانپور محلہ موتی محال بر دکان محمد خاں و بادل خاں سوداگران مرسلہ امیر الدین شاہ ۲۴ صفر ۱۳۳۹ھ

جناب پیر و مرشد روشن ضمیر مولوی احمد رضا خاں صاحب، السلام علیکم! بعد آداب گزارش خدمت شریف میں یہ ہے کہ میں نے آپ کا نام سنا ہے اور لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بہت بڑے بزرگ ہیں مگر جب میرا کام آپ سے ہوجائے تو میں سمجھوں، پیر وہ ہی ہے جو پیر میرے میرا پردہ آپ اٹھا سکتے ہیں یا نہیں، عمل بات کا جھگڑا ہے اور میں مولانا فضل الرحمن صاحب کے در کا خادم ہوں، صرف بات چیت کرنا چاہتا ہوں جن اور ملائکہ سے، پھر آپ کا بیعت بھی ہوجاؤں گا۔

الجواب

ملائکہ سے ملاقات اور کلام کے لئے ولایت درکار، اور ولایت کسبی نہیں محض عطائی ہے، ہاں کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہیں۔ جنوں سے مکالمہ کی خواہش اور مصاحبت کی تمنّا اصلاً خیر نہیں کم سے کم جو اس کا ضرر ہے یہ کہ آدمی متکبر ہوجاتا ہے، جیسا حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے تصریح فرمائی اور قرآن عظیم میں ہے کہ متکبروں کا ٹھکانا جہنم۔ والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۱۱۸